REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰　　شمارہ ۴۳

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:- محمد کریم الدین شاہد

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان۔

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان ۱۴۳۵۱۶

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۲ ہجری　۲۴ اخاء ۱۳۷۰ ہش　۲۴ اکتوبر ۱۹۹۱ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

تمام دوستوں کو حتی الوسع ربانی باتوں کو سننے کیلئے جلسہ سالانہ میں ضرور شامل ہونا چاہیئے

اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف بیان کئے جائیں گے جو ایمان و معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"تمام مخلصین داخلین سلسلۂ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمیٔ مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکالیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں چند روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں۔ جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت اور عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ...... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے۔ اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔"

(آسمانی فیصلہ)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا

سو واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) سنہ ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء منعقد ہوگا!

احباب جماعتہائے احمدیہ کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرکز سلسلہ قادیان میں جماعت احمدیہ کے سوویں جلسہ سالانہ کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) سنہ ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب اس تاریخی صد سالہ جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو بہت کامیاب و بابرکت فرمائے۔

(آمین)۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

(درثمین)

پرنٹر و پبلشر ... پرنٹنگ پریس قادیان ... دفتر اخبار بدر قادیان ... پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۴ر اخاء ۱۳۷۰ ہش

جلسہ سالانہ قادیان

جماعت احمدیہ

اشاعت وغلبۂ اسلام کے لئے جو مجاہدہ کر رہی ہے۔ اس میں جلسہ سالانہ قادیان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اذن سے ۱۸۹۱ء میں اس کی بنیاد رکھی۔ اور دسمبر ۱۹۹۱ء میں اس جلسہ سالانہ کے قیام پر سَو سال کا عرصہ پورا ہو رہا ہے۔ یہ جلسہ عام دنیوی کانفرنسوں یا میلوں کی طرح نہیں بلکہ خالصۃً روحانی اور دینی اغراض کی خاطر منعقد کیا جاتا ہے۔ جس سے اسلامی اجتماعیت کی رُوح کو قائم رکھتے ہوئے ایمان اور معرفت کو ترقی دینے۔ محبت واخوت کے رشتہ اور باہمی تعارف کو بڑھانے اور بار بار کی ملاقاتوں سے اپنے اندر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی اللہ جل شانہٗ سے توفیق پانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ افرادِ جماعت میں خشیتِ الٰہی۔ خدا ترسی۔ زُہد و تقویٰ۔ نرم دلی۔ انکساری اور راستبازی پیدا ہو کر مہمات دینیہ کے لئے جوش اور ولولہ کا جذبہ اُبھرے۔

اس بابرکت جلسہ کی عظمت واہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بُنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

جن احباب کو اس جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقعہ ملتا رہا ہے وہ اس کے شیریں ثمرات۔ رُوحانی لذات تائیدِ الٰہی اور اعلائے کلمۂ اسلام کے مہتم بالشان کام کو بخوبی جانتے ہیں۔ اور وہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں کہ دیوانہ وار والہانہ انداز میں دُنیا کے ہر ملک کے باشندے باوجود اختلافِ طبائع و مزاج اور طرزِ رہائش اور بُود و باش کے مرکزِ سلسلہ میں باہم ایک دوسرے سے ایسے ملتے ہیں جیسے ایک ہی خاندان کے فرد ہوں۔ رنگ و نسل اور ملک و ملت کے امتیاز کے بغیر کس طرح وہ خلافتِ احمدیہ کی مضبوط ڈور سے منسلک ہیں۔ اور کس طرح نظامِ خلافت سے یک جان و دو قالب کی طرح مربوط ہیں۔ یہ نظارے نہ صرف قرونِ اُولیٰ ہی میں نظر آتے ہیں۔ جس کی تجدید خدا تعالیٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ فرمائی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ احمدی جو اِس بابرکت اجتماع میں شریک ہو کر اپنی روحانی تشنگی کو دُور کر کے آسمانی مائدہ سے سیر ہوتے ہیں۔ اور پھر واپس جاکر یہ برکات اپنے اپنے ملک اور قوم میں بانٹتے ہیں۔

امسال ہمارا یہ جلسہ سالانہ صد سالہ جلسۂ تشکر ہے جو ہم پر عظیم اور اہم ذمہ داریاں عائد کر رہا ہے۔ خصوصاً اس صُورت میں کہ ہمارے پیارے امام کی دِلی تمنا اِس صد سالہ جلسۂ تشکر میں شمولیت کی ہے جیسا کہ حضور انور نے جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء کے اپنے پیغام میں فرمایا ہے کہ:۔

"احبابِ جماعت سے مَیں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس دِلی تمنا کو بر لانے میں دُعاؤں کے ذریعے میری مدد کریں کہ ہم آئندہ سال جب قادیان میں یہ تاریخی جلسۂ تشکر منعقد کر رہے ہوں تو مَیں بھی اس میں شریک ہو سکوں اور کثرت سے پاکستانی احمدی احباب بھی اس میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں۔ اس دُعا کے ساتھ یہ دُعا بھی لازم ہے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کو امن عطا فرمائے اور ہندوستان کے شمال وجنوب میں نفرتوں کی جو تحریکات چلائی جارہی ہیں اور ہندوستانی بھائی اپنے ہندوستانی بھائی کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ وحشت دُور کرے اور سارے ہندوستان کو انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے ساتھ وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے"۔

ان حالات میں خالصۃً للّٰہی جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد پچھلے سالوں کی نسبت کئی گنا زیادہ ہوگی جن کی مہمان نوازی اور خدمت کرنا نہ صرف اہالیانِ قادیان کی ذمہ داری ہوگی بلکہ ہندوستان کی ساری جماعتوں کا اہم فریضہ ہوگا کہ وہ اندرون و بیرونِ ملک سے آنے والے مہمانانِ کرام کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور اپنی اپنی جماعتوں کے نوجوانوں کو رضاکارانہ طور پر جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں دینے کے لئے تیار کریں۔ اور اُن کے اسماء سے افسر صاحب جلسہ سالانہ کو فوراً مطلع کریں تاکہ ڈیوٹی شیٹ تیار کرتے ہوئے اُن کے اسماء شامل کئے جاسکیں اور وہ ثواب کے مستحق بن جائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ ۲۸/۱۱/۷۵ میں فرمایا ہے کہ:۔

"مَیں جلسہ سالانہ کے بارہ میں اپنے احمدی نوجوانوں، بچوں اور بڑی عمر والوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر سال جلسہ اپنی وسعتوں کے ساتھ آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ اور ذمہ داریوں میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ اس لئے نظامِ جلسہ کو ہر سال زیادہ اخلاص سے اور زیادہ تعداد میں کام کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر جلسہ سالانہ کے نظام کو یہ شکوہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض ماں باپ اپنے بچوں کو اس عظیم ثواب سے محروم ہوتا دیکھتے ہیں اور اسے برداشت کر لیتے ہیں۔ وہ اس کو کیسے برداشت کر لیتے ہیں؟ مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ یا تو وہ مجھے سمجھا دیں کہ یہ بھی برداشت کر لینے کی چیز ہے تو مَیں ان کو کچھ نہیں کہوں گا۔ یا پھر اس ثواب سے فائدہ اُٹھائیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ایک قوم کو گھر بیٹھے نفلی ثواب کے ایسے مواقع میسر کرے اور آپ ان مواقع سے فائدہ نہ اُٹھائیں تو اس میں کوئی معقولیت مجھے تو نظر نہیں آتی۔ اور مجھے یقین ہے کہ کسی صاحبِ فراست کو بھی اس میں معقولیت نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے اَے میرے عزیز بچو! اور نوجوانو! اور بڑی عمر والو! جلسہ سالانہ کے نظام میں تندہی سے کام کرو۔ یہ تمہارے لئے مفت کا ثواب ہے"۔

(الفضل ۳ر دسمبر ۱۹۷۵ء)

اُمید ہے ہمارے عزیز بچے۔ نوجوان اور بڑی عمر والے سبھی اس مفت کے ثواب میں شرکت کرنے کے لئے مسابقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتظام جلسہ کو بحُسن وخوبی سرانجام دینے میں پورا تعاون کریں گے۔ اس تعلق میں بہت زیادہ دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ کوئی بھی خدمت کی سعادت بغیر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے نہیں مل سکتی۔

(محمد کریم الدین شاہد)

پسرِ موعودؓ کا لختِ جگر

شُکر ہے اللہ کا پھر ہم کو وہ طاہر مِلا
جس کو قدرت سے مُبارک باطن وظاہر مِلا

دُوسری قدرت کا چوتھا مظہرِ والا گُہر
انتظامِ ملتِ اسلام کا ماہر مِلا

عُسر اور یُسر کی حالت میں وہ باہمت جواں
رہنمائے باکمال و صابر و شاکر مِلا

سبطِ مہدیؑ، پسرِ موعود کا لختِ جگر
علمِ قرآں سے جسے خود حصۂ وافر مِلا

کُفر اور الحاد کا سر توڑنے والا جواں
شُکر ہے رُوحِ صلیبی کا وہی کاسِر مِلا

نُورِ حق سے سب جہاں کو جس نے روشن کر دیا
وہ بہادر، وہ جری قرآن کا ناشِر مِلا

بخشش دیتا ہے دِلوں کو نورِ قرآں سے جِلا
وہ مبشر اور وہ شیریں بیاں ذاکر مِلا

رُوحِ توحیدِ الٰہی کا فصیح پرچار کار
قریہ قریہ میں مساجد کا حسیں عامر مِلا

رحم کے قابل ہیں وہ جن کا کہ غائب ہے امام
کس قدر خوش بخت ہیں ہم جن کو وہ حاضر مِلا

ہاں دُعائے مہدیٔ دَوراں کے شیریں ثمر!
نُورِ دیںؓ، محمودؓ و ناصرؒ اور پھر طاہر مِلا

تا ابد دائم رہے قائم خلافت کا نظام
امنِ عالم کے اسی میں ارتقا کا سِر مِلا

(خاکسار:۔ عبدالرحیم راٹھور)

خطبہ جمعۃ المبارک

اگر جماعت کو یہ معلوم ہو جائے کہ خلیفۂ وقت کا یہ منشا ہے تو ناممکن ہے کہ یہ جماعت کسی فتنہ پرداز کو اپنے اندر جگہ دے

ایسے موقعوں پر تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ وفا کے اعلیٰ تقاضوں کو پورا کیا جائے ذاتی تعلقات اور دشمنیوں کو سراسر بھلا دیا جائے

جب تک کوئی امیر مقرر ہے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لازماً اُس کے ساتھ اطاعت کا تعلق رکھنا ہوگا

جماعت کی عدمِ تربیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ساری جماعت تک خلفاء کے خطبے نہیں پہنچتے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۶ر تبوک (ستمبر) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد نور۔ اوسلو (ناروے)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتہً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

آج کا یہ خطبہ میں ناروے کے دارالسلطنت اوسلو سے دے رہا ہوں۔ ناروے کی جماعت بھی ان جماعتوں میں سے ایک ہے جن میں گزشتہ چند سالوں سے بارہا کئی قسم کے مسائل پیدا ہوتے رہے اور کئی قسم کی سرکشیوں نے سر اٹھایا۔ ایسے لوگ چند گنتی کے ہوں گے کیونکہ میرا حسن ظن اس جماعت پر یہی ہے کہ جماعت کی بھاری اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ کے ساتھ جماعت سے وابستہ ہے۔ اور پوری وفا کے ساتھ نظام جماعت کے ساتھ منسلک ہے لیکن جیسا کہ کہا جاتا ہے بعض دفعہ ایک مچھلی بھی سارے تالاب کو گندا کر دیتی ہے عملاً الٰہی جماعتوں میں جب فتنے پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے خواہ وہ عمداً کی جائے یا بغیر معلوم ہوئے، ایک فتنہ پرداز اپنی شخصیت کو بیچتے ہوئے بغیر فتنے پھیلا رہا ہوتا ہے اور اُس کو علم بھی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہا ہے جو بھی صورت ہو مچھلی خواہ ایک ہو یا دو یا تین ہوں اُن مچھلیوں کا پھیلایا ہوا گند چاروں طرف پھیلتا ہے اور تالاب کا پانی ضرور گدلا دکھائی دینے لگتا ہے اس لئے جہاں بھی اس قسم کے لوگ پہنچیں اور ان کی شرارت اور ان کے فساد کو بر وقت دبایا نہ جائے اس کا نقصان لازماً جماعت کو پہنچتا ہے۔ اور یہ جماعت کی بد نصیبی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو چھوٹی چھوٹی بد تمیزیوں کو دیکھتی ہے اور انہیں برداشت کرتی چلی جاتی ہے اور بر وقت اقدام نہیں کرتی، جس کے نتیجے میں بعض دفعہ بہت گہرے نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ جماعت ناروے میں بھی ایسے لوگ تھے جنہوں نے نظم و ضبط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ کے وقار کو مجروح کرنے والی حرکتیں کیں اور مسلسل یہی سمجھتے رہے کہ وہ متقی اور پرہیزگار ہیں اور باقی سب لوگ گندے ہیں اور نتیجۃً رفتہ رفتہ سرکشی پیدا ہونے لگی اور امیر کی موجودگی میں بھی اور مجلس عاملہ میں بھی، مسجد میں، مجالس میں بلند آواز سے بد تمیزی کی باتیں ہوتی رہیں تو سب سے پہلے جس فتنے سے مجھے تکلیف پہنچی وہ یہ فتنہ تھا لیکن افسوس ہے کہ جن لوگوں کے سپرد ذمہ داری کی جاتی ہے اگر وہ خود بر وقت مناسب اقدام کی اہلیت نہیں رکھتے تو مجھے وقت پر مطلع کیوں نہیں کرتے فتنے جماعت میں پل ہی نہیں سکتے۔ اگر جماعت کو یہ معلوم ہو جائے کہ

خلیفۂ وقت کا یہ منشا ہے

تو ناممکن ہے کہ یہ جماعت کسی فتنہ پرداز کو اپنے اندر جگہ دے لیکن لاعلمی میں بہت سے لوگ دھوکہ کھاتے اور کسی نہ کسی طرف ملوث ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک طرف کی باتیں سنتے ہیں، سمجھتے ہیں کہ ہاں یہ سچی بات کر رہا ہے۔ اور بعض دفعہ بات سچی بھی ہوتی ہے مگر کہنے کا انداز جھوٹا ہے، کہنے کا انداز فتنہ ہے۔ چنانچہ وہ منافقین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سچا کہتے تھے، قرآن کریم نے اُن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا بات تو سچی کرتے ہیں لیکن ہیں جھوٹے لوگ، تو بعض دفعہ باتیں سچی ہوتیں ہیں لیکن باتیں کرنے کا مقصود فتنہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے لوگ جب ایسے بعض دوستوں سے سنتے ہیں کہ فلاں دوست میں یہ نقص ہے، فلاں میں یہ نقص ہے، اور امیر صاحب اس کو برداشت کر رہے ہیں، اُس کے اوپر کوئی سخت قدم نہیں اٹھایا جاتا، تو بعض نقائص واقعۃً ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض سادہ لوح انسان اُس کے دھوکے میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لیکن مومن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اُس کی سادگی ان معنوں میں سادگی نہیں کہ وہ بے وقوف ہو۔ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے، ہر ایسا شخص جس کو تقویٰ کی روشنی نصیب ہو وہ کبھی ایسے دھوکے میں مبتلا نہیں ہو سکتا تقویٰ کے معیار میں کچھ کمی ہے جس کے نتیجے میں ایسا واقع ہوتا ہے۔ یکطرفہ باتیں سننے کا چسکا پڑ جاتا ہے، اور رفتہ رفتہ یہ محسوس کئے بغیر کہ اس سے کتنا بڑا نقصان جماعت کو پہنچ سکتا ہے۔ کچھ لوگ ایک طرف ایک گروہ میں بٹنے لگتے ہیں، کچھ دوسری طرف دوسرے گروہ میں بٹنے لگتے ہیں۔

پھر ایک اور بے ہودہ فتنے نے اس رنگ میں سر اٹھایا کہ ایک صاحب جن کے سپرد جماعت کا ایک عہدہ تھا، اور بڑا اہم عہدہ تھا، وہ جماعت کے پریذیڈنٹ کے گریبان پر ہاتھ ڈالتے تھے، بد تمیزی کرتے تھے اور بعض دفعہ جسمانی طور پر زد و کوب بھی کیا۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ ہمارے ناروے کے امیر مکرم نور بولستاد صاحب تھے اور اُن کو تو چونکہ لمبا انتظامی تجربہ نہیں تھا۔ وہ اس قسم کی بے ہودہ حرکتوں اور بد تمیزیوں سے ایسے دل برداشتہ ہوئے کہ ایک دفعہ انہوں نے مجھے لکھ بھیجا کہ مجھ سے اب مزید کام نہیں ہو سکتا یہ لوگ اس سرشت کے لوگ ہیں، اس مزاج کے لوگ ہیں کہ میں ان سے نپٹ نہیں سکتا۔ میں نے اصلاح کی بہت کوشش کی۔ مگر یہ باز نہیں آئے۔ وہ نو مسلم تھے اگر اُن کو پہلے پتہ ہوتا کہ ایسی صورت میں فوری طور پر آپریشن کرنا پڑتا ہے جہاں دوائی سے مرض نہ سنبھلتا ہو وہاں جراحی کے سوا کوئی علاج نہیں۔ اور فوری جراحی ہمیشہ بہتر نتیجہ دکھاتی ہے۔ ان کو یہ بھی علم نہیں تھا کہ ایسے معاملات کو فوری طور پر میرے علم میں لانا چاہئے لیکن جو مربی وہاں موجود تھے اور اُس وقت نائب امیر تھے انہوں نے آنکھیں بند رکھیں۔ پہلے فتنہ سے بھی آنکھیں بند رکھیں اور بعد کے فتنہ سے بھی آنکھیں بند رکھیں اور اس کو شاید اپنی شفقت سمجھتے ہوں اور یہاں کے لوگ بھی یہی سمجھتے تھے کہ بڑے ہی نرم مزاج حلیم طبع اور شفیق مربی ہیں۔ جب امیر

اس وقت بھی فتنوں سے آنکھیں بند رکھیں کہ لوگوں کو کہیں تکلیف نہ پہنچے اور جب نائب امیر ہوئے تب بھی فتنوں سے آنکھیں بند رکھیں۔ اس کا نام حلم نہیں ہے۔ اس کا نام انتہائی سادہ لوحی ہے جس کے لئے اصل لفظ تو میں کہہ نہیں سکتا کیونکہ اس سے دل آزار ہوں گے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت کا جو عہدیدار ایسی باتوں سے صرف نظر کرتا ہے وہ خواہ کیسا ہی نیک اور بزرگ اور سلسلے کا وفادار کیوں نہ ہو اس سے ضرور سلسلے کو نقصان پہنچتا ہے۔ ایسے مومنوں پر تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ

دفاع کے اعلیٰ تقاضوں کو پورا کیا جائے

ذاتی تعلقات اور ذاتی دشمنیوں کو سراسر بھلا دیا جائے۔ ہر ایسے شخص کا جس کے علم میں ایسی بداخلاقیاں آتی ہیں۔ فرض ہے کہ وہ اوّل تو خود طور پر بیمار لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کرے اگر وہ نہیں سمجھتے تو افسر بالا کو بتائیں۔ اگر وہ اقدام نہیں کرتے تو پھر اوپر بات پہنچائیں۔

لیکن ایسا ہونے کی بجائے جماعت میں چہ میگوئیاں ہوتی رہیں اور اس کا ایک بہت بڑا نقصان یہ پہنچا کہ ناروے کے ایک نہایت متقی اور بزرگ انسان جو نارویجن قوم سے تعلق رکھتے تھے، جن کو میں نے عمداً اس قوم کی تربیت کی خاطر امیر مقرر کیا تھا وہ ان جیسے نیک اور پارسا امیر سے محروم رہ گئے۔

جرمنی میں بھی ایسے فسادات ہوئے لیکن جرمنی میں فسادات کی کچھ مختلف نوعیت بھی تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ امیر صاحب جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے بے حد حوصلہ عطا فرمایا ہے۔ اور ہر شخص میں وہ خوبیاں نہیں ہوتیں ان کے اندر خدا تعالیٰ نے جو خوبیاں رکھی ہیں ان میں سے ایک صبر کی خوبی ہے۔ لمبے عرصے تک وہ صبر کے ساتھ تکلیفوں کو برداشت کرتے رہے اور دو تین دفعہ میرے علم میں بھی لائے میں نے بھی کوشش کی۔ جب وہ بیماری ٹھیک نہ ہوئی تو بالآخر گزشتہ خطبہ میں میں نے جو حالات بیان کئے ہیں وہ حالات رونما ہوئے اور معاملہ یہاں تک پہنچا۔

ناروے میں بعد میں فتنے نے ایک اور رنگ اختیار کر لیا بعض لوگ امیر سے جو موجودہ امیر ہیں ان سے دل برداشتہ تھے، خواہ خانگی جھگڑوں کی بناء پر یا کسی اور وجہ سے ان کو نائب امیر صاحب ایسے مل گئے جو ان کی باتیں سنتے تھے۔ ایسے اور عہدیدار مل گئے جو ذیلی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے عہدیدار تھے جن کا ہرگز کام نہیں ہے کہ وہ جماعتی نظام میں دخل دیں اور جماعت کے خلاف باتیں کرنے والوں کی دلجوئی کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ہمدردیوں کے اظہار کریں۔ فتنہ جب بھی اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ بڑے عہدیدار ہمدردی اور شفقت سے فتنہ پردازوں سے گفتگو کرتے ہیں اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ تو پھر ساری جماعت کو بڑا سخت خطرہ درپیش ہو جاتا ہے۔

اور پھر پہلی دفعہ میں نے وہاں باقاعدہ ایسے آثار دیکھے کہ فتنہ پرداز باقاعدہ ایک پارٹی بنتے چلے جا رہے تھے اور دونوں طرف کے خطوط مجھے ملتے تھے۔ صاف پتہ چلتا تھا کہ یہ دونوں جماعتیں ایک الٰہی جماعت کی طرف منسوب نہیں ہو سکتیں۔ اگر ایک الٰہی ہے تو دوسری ضرور شیطانی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے پھٹتے ہوئے گروہ توحید میں نہیں سما سکتے۔ اور خلافت اسلام میں توحید کی نگرانی کرتا سب سے بڑا فریضہ ہے آیت استخلاف کا جو آخری نتیجہ خدا تعالیٰ نے نکالا ہے وہ توحید پر مومنوں کی جماعت کو قائم رکھنا ہے۔

جو خلافت سے کاٹے جاتے ہیں

وہ توحید سے کاٹے جاتے ہیں یعنی خود منتشر ہو جاتے ہیں، بکھر جاتے ہیں، ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگتے ہیں، نام کے بہتر فرقے لیکن ہر فرقے میں بہتر در بہتر فرقے ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پس یہ میرے اولین فرائض میں سے ہے۔ اگر میں اس فریضہ کو ادا نہ کروں تو میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ جماعت کو ایک ہاتھ پر اکٹھا رکھنا میرے فرائض میں سے ہے جس سے میں ہرگز کسی قیمت پر روگردانی نہیں کر سکتا۔ اس معاملہ میں میں سوائے خدا کے اور کسی کا دوست نہیں ہوں۔ اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہو کہ مجھ سے اچھے تعلقات ہیں، مجھ سے محبت کے دیرینہ مراسم چلے آ رہے ہیں۔ میں اس سے پیار کرتا ہوں تو یہ وہم دل سے نکال دے۔ میرا پیار اس حد پر جا کر رک جاتا ہے جہاں وہ خدا کی مقرر کردہ حدوں کو پھلانگ کر باہر نکلتا ہے۔ اور مجھ میں یہ گنجائش اور توفیق ہی نہیں ہے کہ ایسے شخص سے پیار، کوئی تعلق رکھ سکوں تو ایسے موقع پر وہ بعض دفعہ مجھے واسطے دیتا ہے کہ آپ تو بڑے شفقت کرنے والے، آپ تو بڑے مہربان ہیں، آپ ہمیشہ مجھ سے اس طرح کیا کرتے تھے، اب کیوں آنکھیں پھیر لی ہیں؟ تو میں ان کو بتاتا ہوں کہ آنکھیں پھیرنے والا وہ ہوتا ہے جو خدا اور اس کے دین سے آنکھیں پھیرے، جو دین کے اعلیٰ مفادات سے آنکھیں پھیر لے، جو دین کے اعلیٰ تقاضوں سے آنکھیں پھیر لے اور اگر خلیفہ وقت اس سے آنکھیں نہ پھیرے تو اس کی آنکھیں دیکھنے کے لائق نہیں ہیں۔ وہ نور بصیرت سے عاری آنکھیں ہیں اور خدا مجھے ایسی توفیق نہ دے کہ میری آنکھیں بھی اس طرح اندھی ہو جائیں، کہ جن کی آنکھیں نظام جماعت سے پھر رہی ہوں میری آنکھیں ان کو محبت سے دیکھیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا اس فتنے نے جب یہاں تک سر اٹھایا تو مجھے کچھ اقدامات کرنے پڑے۔ اور عجیب بات ہے کہ جو لوگ ملوث ہوتے ہیں وہ آخر وقت تک اپنے آپ کو معصوم ہی سمجھ رہے ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی بہانہ پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور یہ بات نہیں سوچتے کہ ان کی ان حرکتوں کے نتیجے میں جماعت ضرور بٹ رہی ہے اور نظام جماعت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

آخری فیصلہ اس بات سے ہونا چاہیئے کہ جو باتیں میرے علم میں آئی ہیں اگر وہ غلط ہیں تو ان کا صحیح علاج کیا ہے۔ ہر وہ علاج غلط اور جھوٹا ہے جس سے نظام جماعت کو کسی طرح کی آنچ آئے اور بعض لوگ نظام سے دل برداشتہ ہوں اور مومنوں کی جماعت میں تفریق پیدا ہو۔

سوال یہ ہے کہ کیا امیر کبھی غلطی نہیں کرتا؟ یقیناً کرتا ہے۔ کئی امیر ہیں جو نہ صرف اپنے فرائض سے غافل ہو جاتے ہیں بلکہ احباب جماعت سے ویسا شفقت اور محبت کا تعلق نہیں رکھتے جیسا کہ ان کے منصب کا تقاضا ہے۔ ایسے بھی امیر ہیں جو بعض دفعہ بعض لوگوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت کا تعلق رکھنے لگ جاتے ہیں اور وہ لوگ ان امیروں سے کھیلتے ہیں اور ان کو یہ بتاتے ہیں کہ فلاں شخص تو تمہارے خلاف ہے، فلاں جماعت تمہارے خلاف ہے۔ اگر تم نے ان کے ساتھ کسی قسم کا نظام جماعت میں سختی کا برتاؤ کیا تو وہ فساد برپا کریں گے اور تمہارے سامنے تو کہنے کی جرأت نہیں لیکن تمہارے پیچھے ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں اور بعض امیر اپنی بیوقوفی میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں کھیلتے اور بے وجہ بجائے فتنے کو دبانے کے فتنے کو ہوا دینے کا موجب بن جاتے ہیں، اس لئے اس بات سے میں انکار نہیں کر رہا کہ امیر غلطی نہیں کر سکتا۔ امیر غلطی کر سکتا ہے۔ بہت سے امراء ہیں جن کو اپنے عہدوں سے معزول کیا گیا ہے ان کے اوپر کمیشن بٹھائے گئے ان کی نگرانی کی گئی کیونکہ اس قسم کی غلطیاں انسان کو لاحق ہیں

امارت کے نظام کا طریق یہ ہے

کہ جماعت اپنے طور پر حسب توفیق جس کو سب سے اچھا متقی اور پرہیزگار سمجھے اسی کو امیر چنتی ہے لیکن جہاں جماعت میں انتخاب کی صلاحیت پوری نہ ہو جہاں جماعت میں خود تقویٰ کا معیار بعض جگہوں پر گرا ہوا ہو، جہاں جتھے بن رہے ہوں، خاندانی پارٹیاں بنی ہوئی ہوں وہاں اکثر اوقات امیر کے انتخاب میں غلطی ہو جاتی ہے اور جب ایک دفعہ غلطی ہو تو پھر جماعت کو اس کے نقصانات پہنچتے رہتے ہیں۔ اسی لئے نظام جماعت میں خلیفہ وقت کو آخری اختیار ہے کہ جس انتخاب کو چاہے رد کر دے لیکن بعض دفعہ اس امیر کی غلطیاں یا جماعت کی غلطیاں فوری طور پر سامنے نہیں آتیں۔ کچھ وقت لگتا ہے اور ایسے موقعوں پر اقدام کیا جاتا ہے تو یہ کہنا غلط ہے کہ امیر غلطی نہیں کر سکتا۔ اس لئے میں امارت کا ساتھ دے رہا ہوں۔ اس مضمون کو سمجھانے کی ضرورت ہے میں ان معنوں میں امارت کا ساتھ دیتا ہوں کہ جب تک کوئی امیر مقرر ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق لازماً اس کے ساتھ اطاعت کا تعلق رکھنا ہوگا۔ لازماً ہر اس شخص سے بیزاری کا اظہار کرنا ہوگا جو امیر کی اطاعت کے خلاف باتیں کرتا ہے یا اس کے خلاف دل بھرتا ہے۔

رہا یہ معاملہ کہ امیر سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ ان کا علاج اور ہے۔ ان کا علاج یہ نہیں ہے کہ ایک بیماری کو دور کرنے کے لئے سو بیماریاں پھیلا دی جائیں۔ بعض لوگ امیر کے متعلق جب یہ سنتے ہیں کہ اطاعت کرو اور جب بھی کہے جو کچھ کہے اگر وہ نظام جماعت کے اندر ہے، معروف کے خلاف بات نہیں تو اپنی نفرتوں کو بھلا کر بھی اس کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پھر ڈکٹیٹر شپ ہوئی۔ اور بعض جماعتوں میں جب امیر کے ساتھ اختلاف ہوئے خواہ وہ غلطی امیر کی ہی ہو۔ بعض لوگوں نے امراء سے

بڑی سختی کی اور ان کو بار بار ڈکٹیٹر، ڈکٹیٹر، ڈکٹیٹر کے طعنے دیئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔

اگر امیر کسی پر بالارادہ یا بلاارادہ ظلم کرتا ہے۔ تو یاد رکھیئے، ہر ایسا شخص اگر وہ نظامِ جماعت اور خدا کی خاطر صبر سے کام لیتا ہے تو خدا کے فرشتے اور خدا کا سارا نظام اس کی تائید میں کھڑا ہوگا اور ضرور اس کے لئے راحت کے سامان فرمائیگا۔ دنیا میں بھی اُس کو جزا دے گا۔ اور آخرت میں بھی اُس کو جزا دے گا لیکن اگر وہ صبر سے کام نہیں لیتا تو

اُس کے لئے دو طریق ہیں۔

اوّل:۔ یہ کہ جیسا کہ نظام مقرر ہے وہ بالا افسروں تک شکایت پہنچائے، بجائے اس کے کہ غیر متعلقہ لوگوں سے باتیں کریں۔ جب وہ افسر بالا تک شکایت پہنچتا ہے اور وہ نہیں سنتا تو پھر بالآخر بات خلیفہ تک پہنچتی ہے۔ اور میں نے تو یہاں تک اعلان کر رکھا ہے کہ سارے درمیان کے واسطے بیشک چھوڑ دو۔ صرف ایک واسطہ اختیار کرو جس کے خلاف شکایت کرتی ہے، تقویٰ سے کام لو اور اُس کی معرفت کرو۔ تاکہ تمہاری شکایت غیبت نہ بن جائے، چغلخوری نہ ہو اور اس کو علم ہو کہ میرے متعلق کیا کہا جا رہا ہے۔

لیکن اگر تمہیں شک ہے کہ وہ اس چٹھی کو دبا کر بیٹھ جائے گا تو اس کی نقل مجھے بھجوا دو اور پھر مجھ پر چھوڑ دو، تو اول تو پہلی بات یہ کہ جس شخص کے اوپر ایک اور نگران بیٹھا ہو اور اُس کے ساتھ کسی قسم کی رعایت نہ کرے بلکہ انصاف پر قائم رہے تو ایسے شخص کو ڈکٹیٹر کا طعنہ دیا ہی نہیں جا سکتا۔ ڈکٹیٹر تو مطلق العنان اور خود مختار ہستی کو کہتے ہیں جو چاہے کرے ہر قانون اُس کے تابع ہوتا ہے۔ ایک امیر بیچارہ ڈکٹیٹر کیسے ہو سکتا ہے۔ اُس کے اوپر نظارتیں ہیں، وکالتیں ہیں، اور اُس کے اوپر خلیفۃ المسیح کی نگرانی ہے۔ جب شکایت کے یہ سارے رستے کھلے ہیں تو ان رستوں کو چھوڑ کر عوام الناس کی عدالت میں پہنچنا یہ روحانیت کے خلاف ہے اور نظامِ جماعت میں کسی قیمت پر برداشت نہیں ہو سکتا کیونکہ اس طرح فتنے پیدا ہوتے ہیں یہ جماعت الٰہی جماعت ہے۔ کوئی احراری جماعت تو نہیں۔ احراری جماعت اور الٰہی جماعت میں زمین آسمان کے فرق ہوتے ہیں احراری جماعتوں میں بدتمیزی، بدخلقی، بدگوئی، ہر قسم کی پارٹی بازی یعنی سیاسی جماعتوں کی بدترین قسم ہے۔ الٰہی جماعت ایک پاکیزہ جماعت ہے۔ اس کے سارے معاملات خدا کے خاطر ہوتے ہیں۔ عہدے ذمہ داریاں ہیں، نہ کہ اپنی برتری کو ثابت کرنے کے لئے کوئی شخص انہیں استعمال کرتا ہے۔ عہدیداری تو ایک بہت ہی بڑا بوجھ ہے۔ جن لوگوں نے الٰہی جماعتوں میں مناصب کی حقیقت کو سمجھا اُن میں ایسے بھی پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قبول نہ کرنے کی سزا کے طور پر کوڑے مارے گئے اور ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ بعد میں اُن کے ہاتھ شل ہو گئے اور وہ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ اور بھی بہت سے عالم اسلام کے پہلے دور میں جبکہ تقویٰ کا معیار بہت بلند تھا ایسے واقعات نظر آتے ہیں کہ ایک شخص عہدے سے ڈرتے ہوئے توبہ کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس عہدے کے لائق نہیں ہوں میرے سپرد نہ کرو۔ اور بادشاہ وقت زبردستی سزا دے کر، بعضوں کو قید کیا گیا، بعضوں پر کوڑے برسائے گئے، بعضوں کو اور سزائیں دی گئیں، اور حکماً ان کو مجبور کیا جاتا رہا کہ تم یہ عہدہ قبول کرو۔ کہاں یہ نظام اسلام جہاں عہدے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور دل ڈرتے ہیں کہ میں ان ذمہ داریوں کو ادا کر سکوں گا کہ نہیں، کہاں ان عہدوں کو ڈکٹیٹر شپ قرار دے دینا اور یہ سمجھنا کہ یہ بھی دنیا کے مناصب ہیں جن میں سے ایک منصب پر یہ شخص فائز ہو گیا ہے جو مجھے پسند نہیں۔ یہ باتیں تقویٰ کی روح سے خالی ہیں۔ اور ان کو نظامِ جماعت میں اب کسی طرح بھی مزید برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ایک دو ہوں اور اس وقت پکڑا جائے تو بہت بہتر ہے، بجائے اس کے کہ یہ عام بیماریاں بن جائیں۔ اسی سلسلے میں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ خلیفۂ وقت کبھی بھی کسی امیر کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت پر کسی قسم کا ظلم کرے۔ اگر ایک فرد کی شکایت بھی پہنچے تو اُس کی پوری تحقیق کی جاتی ہے اور امیر کو اس بات کے لئے جواب دہ بنایا جاتا ہے۔ اور ایسے کئی واقعات ہو چکے ہیں جن میں ایک شخص نے جب مجھ تک شکایت پہنچائی کہ فلاں عہدیدار کی طرف سے خواہ وہ امیر تھا یا وکیل تھا یا ناظر تھا مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے تو باوجود اس کے کہ میں نے ایسی تحقیق کروائی ہے جو کلیۃً آزاد تحقیق تھی اور بعض لوگوں کو شک ہوتا ہے کہ شاید اس تحقیق میں بھی کسی نے اثر ڈال دیا ہوگا ایسے لوگوں کو بعض دفعہ میں یہاں تک کہتا رہا ہوں کہ تم اپنے نمائندے مقرر کرو جو ساتھ بھیجو اور پھر اپنے نمائندوں سے سن کر مجھے بتاؤ کہ کیا ناجائز حرکت ہوئی ہے۔ جس عہدے دار کے سر پر ایسا زبردست نظام موجود ہو کہ وہ ذرا بھی راہ راست سے ہٹے تو اس کی نگرانی کی جائے، اُس کے متعلق تحقیقاتی کمیشن بیٹھیں اور اگر وہ غلطی کرتا ہے تو اُس کی پاداش میں اُس کو عہدے سے معطل یا معزول کرنا پڑے تو پھر ایسے شخص کو ڈکٹیٹر کہہ دینا بڑا ظلم ہے۔ نظامِ جماعت میں تو کوئی ڈکٹیٹر ہو ہی نہیں سکتا۔ خدمت کرنے والے لوگ ہیں۔ ایک بے چارہ بیچارہ مال ہے سوائے اس کے اس کو مشغلہ ہی کوئی نہیں کہ وہ خدا کی خاطر پیسے اکٹھا کرتا پھرے۔ دنیا جب اپنے پیسے اکٹھے کرنے میں مصروف ہوتی ہے وہ گھر گھر پھرتا ہے، دروازے کھٹکھٹاتا ہے اور رات کو اپنے حساب کتاب لے کر بیٹھ جاتا ہے۔ بعض کے بیوی بچے مجھے شکایت کرتے ہیں کہ ہمارے لئے بھی تو اس کا کچھ رہنے دیں۔ یہ تو دن رات جماعت کے کاموں میں ہے۔ بعض ایسے امراء ہیں جن کے بیوی بچے مجھے بتاتے ہیں کہ مدتیں ہو گئیں ہمارے بچوں نے ان کو نہیں دیکھا۔ رات کو کام کر کے دیر سے آتے ہیں، صبح جلدی چلے جاتے ہیں اور سوائے نظامِ جماعت کے اُن کا ہے ہی کچھ نہیں۔ ہمارے تو کسی کام کے نہیں رہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ وہ اُن کے اتنے کام کے ہیں کہ اُن کو اندازہ ہی نہیں۔ اُن کی برکتیں وہ نسل ہی نہیں بلکہ نسلاً بعد نسلٍ اُن کی اولاد پاتی رہے گی اور

آسمان سے یہ برکتیں بارش کی طرح اُن پر نازل ہونگی۔

ایسے وفاداروں کو خدا کبھی تنہا نہیں چھوڑا کرتا کبھی بے جزا کے نہیں چھوڑا کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچوں کو اکٹھا کیا اور کہا دیکھو تم سمجھتے ہو کہ تمہارا باپ تمہارے لئے خالی گھر چھوڑ گیا ہے، کبھی یہ وہم دل میں نہ لانا، یہ وہ گھر ہے جس پر ہمیشہ برکتیں برستی رہیں گی۔ تم پر، تمہاری اولادوں پر، تمہاری اولادوں کی اولادوں پر اس گھر میں دعاؤں کے ایسے خزانے بھر گیا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ تو نظر کی بات ہے، دیکھنے کی بات ہے۔ جن نظروں کو خدا تعالیٰ نے نور عطا کیا ہو اُن کو یہ برکتیں دکھائی دیتی ہیں مگر بعضوں کو نہیں دکھائی دیتیں کسی نہ کسی حد تک شکوہ واجب بھی ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ میں حکماً ایسے عہدے داران کو کہتا ہوں کہ تم اتنی دیر کے لئے کام سے الگ ہو یا زبردستی چھٹی دلواتا ہوں۔ بعضوں کو میں نے یہ کہہ کر رخصت پر بھجوایا کہ تم اتنی دیر اپنے خاندان کو لے کر کسی اچھے خوبصورت مقام پر جاؤ اور ان کے ساتھ کچھ دن زندگی بسر کرو۔ اور تمہیں یہ حکم ہے تم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ اور جماعت کو جو ایسا خلافت سے تعلق ہے اُس میں کوئی یہ تو نہیں کہتا کہ آپ یہ حکم دینے والے کون ہوتے ہیں۔ آپ دین کی باتیں کریں، آپ کو ہماری ذات سے کیا تعلق؟ ہر شخص جس سے میں ایسی بات کرتا ہوں مجھے علم ہوتا ہے کہ اُس کا مجھ سے ایک ایسا تعلق ہے کہ باپ بیٹے کو حکم دے سکتا ہے تو اُس سے بڑھ کر وہ میرے حکم کو قبول کرے گا اور یہ تعلقات اور قسم کے تعلقات ہیں اور نوع کے تعلقات ہیں، دنیا کو ان کی خبر ہی کوئی نہیں۔ ایسے حالات میں ایک امیر کو یہ طعنہ دے دینا کہ تم ڈکٹیٹر ہو، نہایت لغو بات ہے۔ ایک دل کا غصہ اتارنے والی بات ہے۔ اگر امیر نے کوئی ظلم کیا تھا تو جب تک یہ بات نہیں کہی اس وقت تک، خدا کے فرشتے شائد اُس کو ڈکٹیٹر کہتے ہوں۔ اس لئے کہ وہ ظلم کر رہا ہے، ان معنوں میں ڈکٹیٹر کہا جا سکتا ہوگا لیکن جب کہنے والے نے کہہ دیا تو پھر یہ آسمان کی آواز بند ہو گئی۔ اگر اُس شخص کو پہنچنے والی تکلیف مجھے معلوم ہوتی تو میں اس کی تائید میں کھڑا ہوتا۔ اُس کے دل کی تکلیف میرے دل کی تکلیف بن جاتی۔ میں اُس کی طرف سے بازپرس کرتا۔ اور اب اوقات ایسا ہوا ہے کہ اگر کسی عہدے دار کو توفیق نہیں ہے کہ وہ جھک کر معافی مانگے تو اس کی طرف سے میں جھک کر معافی مانگتا ہوں اور جس کو تکلیف پہنچی ہے اُسے کہتا ہوں کہ اصل ذمہ دار میں ہوں، میرے ماتحت شخص نے یہ حرکت کی ہے اور میرا فرض ہے کہ تم سے دل کے ساتھ معافی مانگی جائے۔ اگر یہ نہیں مانگتا تو میں مانگتا ہوں اور اس سے دلوں کو ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔ بس

نظامِ جماعت تو ایک لاثانی نظام ہے

اس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں ہے۔ اس کو چھوٹی ادنیٰ باتوں سے ذلیل

درسوا نہ کریں۔ اگر آپ نے اس نظام کی قدر نہ کی تو یہ سوچیں کہ یہ نظام پہلے بھی ایک دفعہ ناقدری کے نتیجے میں اٹھا لیا گیا تھا۔ اب دوبارہ خدا نے آپ کو نعمت دی ہے اور الحمد للہ اس وعدہ کے ساتھ دی ہے کہ یہ نظام اب ہمیشہ رہے گا مگر ناقدری کرنے والوں کو سزا ضرور ملے گی۔ اس لئے احتیاط سے کام لیں۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ آپ کو نظام جماعت کے تابع رہتے ہوئے، امیر ہی کا سوال نہیں کسی بھی عہدیدار سے کوئی شکایت ہو تو وہ مجھے لکھ سکتا ہے۔ خواہ وہ چھوٹا عہدیدار ہو خواہ وہ بڑا عہدیدار ہو۔ اور میں جماعت کو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے بوجھ کی فکر نہ کریں اگر مجھ تک تکلیف دہ باتیں نہ پہنچیں تو مجھے تکلیف ہوگی لیکن ہوں سچی یہ شرط ہے۔ اگر تقویٰ کے خلاف کوئی جھوٹی باتیں پہنچیں گی۔ تو پھر لازماً ایسے شخص کو سزا دی جائے گی۔ وہ دوہرا جرم کرتا ہے۔ خلیفۂ وقت کو دھوکا دیتا ہے اور خدا کے نظام سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ سچی شکایت ہو، سچے طریق پر پہنچے جس کے خلاف شکایت ہے اُس کی معرفت بھجوائی جائے اُس کی نقل مجھے بھجوا دی جائے۔ پھر دیکھیں لازماً کارروائی ہوگی لیکن کارروائی وہ ہوگی جو تقویٰ تقاضا کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے حق میں ضرور ہوگی حالانکہ بالکل غلط بات ہے

بعض دفعہ ایسے ایسے ظالمانہ الزام عہدیداروں پر لگائے جاتے ہیں کہ پہلا خط پڑھ کر تو پاؤں تلے سے زمین نکل جاتی ہے کہ اچھا جماعت میں ایسے ایسے خوفناک عہدیدار بھی ہیں۔ جب تحقیق کی جاتی ہے تو بات برعکس نکلتی ہے۔ شکایت کنندہ ظالم نکلتا ہے۔ اب میں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر فیصلے کرنے ہیں۔ شکایت کنندہ کے دل کی حالت کو دیکھ کر تو فیصلے نہیں کرنے جب میں فیصلہ کرتا ہوں تو پھر بعض دفعہ وہ کہہ دیتا ہے۔ بعض دفعہ دل میں رکھتا ہوگا کہ اس خلیفہ کے پاس بھی انصاف نہیں لیکن میں آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں کہ خلیفہ کوئی ڈکٹیٹر نہیں ہے۔ کیونکہ خلیفہ کے اوپر سب سے زیادہ مقتدر اور طاقتور ہستی بیٹھی ہوئی ہے۔ جو ہر وقت اس کی نگرانی کرتی ہے۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ لاہوریوں کا فتنہ سر اٹھانے لگا تھا اپنے ایک جلالی خطبے میں یہ فرمایا کہ تمہیں خدا نے باندھ کر میرے تابع کر دیا ہے، تم عہد بیعت سے مجبور ہو، تمہاری مجال نہیں ہونی چاہیئے کہ میرے سامنے بات کرو اور آواز اٹھاؤ لیکن اگر میں غلطی کرتا ہوں اور مجھ سے شکایت ہے تو مجھ سے بالا ہستی جو ساری کائنات میں سب سے بالا ہستی ہے۔ اُس کے پاس میری شکایت کرو۔ اُس کو شکایت کرو کہ یہ بڈھا ہمیں یہ تکلیف دے رہا ہے اور فرمایا کہ خدا پھر مجھے اس دنیا سے اٹھا لے گا۔ اور مجھے یہاں باقی نہیں رکھے گا۔ کیونکہ اس کی خاطر تم میری اطاعت کر رہے ہو میری خاطر تو نہیں کر رہے

اس لئے جس خلیفہ کے اوپر ایسا مقتدر خدا بیٹھا ہو، جس کے قبضۂ قدرت میں زندگی اور موت ہو، ایسے خلیفہ کے خلاف شکایت تو سب سے بڑے دربار میں ہوتی ہے۔ پس نہ نظام خلافت آمریت سے کوئی مشابہت رکھتا ہے، نہ نظام امارت، سلسلے کا کوئی عہدہ بھی ایسا نہیں جس میں آمریت کی ذرا بھی بُو پائی جائے لیکن احباب جماعت کو تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔ اس نظام کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ سمجھ لینا چاہیئے، اور جب خدا تعالیٰ نے یہ سارے رستے رکھے ہوئے ہیں۔ شکایتیں دور کرنے کے۔ ان کو اختیار کیا جائے جب بھی ایک شخص اپنی شکایت کو صحیح رستے پر چلانے کی بجائے دوسرے لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ جن کا تعلق نہیں ہے تو اس سے کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ شکایت جب کسی اور بھائی سے کرتا ہے یا بہن سے کرتا ہے تو اپنے دل کا غبار اسی سے نکال لیتا ہے پھر خدا پر اُس کا کچھ نہیں رہتا اور یکطرفہ باتیں کرتے ہوئے بسا اوقات جس عہدیدار سے شکایت ہے اُس کے خلاف بدتمیزی بھی کرتا ہے۔ اُس کو گالیاں بھی دے جاتا ہے۔ اور کئی قسم کے ایسے ناجائز نفرت کرتا ہے جس کے نتیجے میں وہ جو مظلوم تھا ظالم بن جاتا ہے۔ پھر جس سے باتیں کرتا ہے اُس کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اگر وہ شخص تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر نہیں ہے تو اس کی باتیں سن کر آگے متعلقہ عہدیدار کو پہنچانے کی بجائے اُس کے خلاف ردّ عمل دکھانے کی بجائے وہ اپنے دل میں بٹھا لیتا ہے اور اُس سے ہمدردی شروع کر دیتا ہے۔ کہتا ہے اہاں ہاں! یہ تو تم سے زیادتی ہوگئی اس طرح اُس کو ایک اور دوست مل گیا۔ پھر اس سے ایک اور منافق دوست بن گیا

پھر اُس سے ایک اور منافق دوست بن گیا۔ اس طرح بجائے اس کے کہ کسی شکایت کا ازالہ ہو، اُس شکایت سے بہت بڑھ کر ایک روحانی بیماری جماعت میں پھیلنے لگ جاتی ہے فرض کریں ایک امیر نے کسی کو گالی دے دی۔ اگر وہ خدا کی خاطر اسے برداشت کرلے۔ دنیا سے بھی تو گالیاں کھاتا رہتا ہے۔

کسی کی عزت کا تو سوائے خدا کے کوئی محافظ نہیں ہو سکتا

خدا کی خاطر اگر صبر کر جائے یا جیسا کہ میں نے کہا ہے شکایت کرے تو اُس کا حق ہے لیکن جب وہ ارد گرد ماحول سے ہمدردیاں لینے لگتا ہے تو یہیں سے پارٹیوں کا آغاز ہوتا ہے۔ یہیں سے فتنے بنتے ہیں۔ اور بدنصیبی سے ناروے کی جماعت میں بھی اس قسم کے فتنے پیدا ہوتے رہے۔ مختلف وقتوں میں میں نے دبایا اور بعد میں مجھے چٹھیاں آجاتی تھیں کہ ہمارا تو اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اگر ملوث بھی تھے تو معافی مانگتے ہیں لیکن کب تک اس طرح چلے گا۔

ایک وقت تھا جب ناروے کی جماعت سے مجھے بڑی محبت تھی، میں بڑے شوق سے یہاں آیا کرتا تھا۔ بہت دن یہاں ٹھہرتا تھا۔ ملک بھی خوبصورت ہے کبھی مجھے سال سال دو دو سال تک Relaxation کے لئے وقت نہیں ملتا تو میں اس وقت کو بچا لیتا تھا کہ ناروے جاکر لوں گا اور چند دن یہاں الگ چلا جایا کرتا تھا لیکن جب سے آپ لوگوں نے یہ حرکتیں شروع کی ہیں میرا اس ملک میں آنے کو دل نہیں چاہتا۔ اس طرف دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ یہ لفظ میرے لئے دُکھ کا موجب بن گیا ہے تکلیف کا موجب بن چکا ہے۔ کہاں کہاں سے تم لوگ آئے ہو۔ کس خدا کے خاطر ہجرتیں کی ہیں اور یہاں آکر اُس نیک امیر سے یہ سلوک کیا جو بڑا ہی متقی انسان تھا اور جس نے بڑے پیار اور محبت کے ساتھ بہت ہی محنت کر کے جماعت کی ذمہ داریوں کو سنبھالا یہاں تک کہ وہ دل برداشتہ ہو گیا۔ اُس نے کہا یہ پاکستانی عجیب مخلوق ہیں۔ ایسی ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ میں تو احمدیت کی وجہ سے اِن سے تعلق رکھتا تھا۔ اگر یہی احمدیت ہے تو پھر میں نقصان میں ہوں۔ ایسا بھی وقت اُن پر آیا۔ جب وہ ٹھوکر کھا سکتے تھے مگر متقی کو خود خدا ہاتھ رکھ کر بچا لیتا ہے جس کے اندر بیماری ہو وہ نہیں بچا کرتا۔ اُس ٹھوکر سے تو بچ گئے لیکن اُس کے قریب ضرور پہنچ گئے تھے۔ خود انہوں نے مجھے لکھا کہ میرے پر ایک ایسا وقت آیا تھا کہ توں لگتا تھا کہ میں کنارے تک پہنچ چکا ہوں۔ اور وجہ یہی تھی کہ کچھ جماعتوں میں کچھ بدتمیز لوگ، نظام جماعت کیا خود گستاخی سے پیش آنے والے، چھوٹے کمینے جھگڑے کرنے والے، بات بات پر ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے، وہاں سے ایسے بدنصیب لوگ آگئے تھے جنہوں نے سارے ماحول کو گندا کیا ہوا تھا۔ اور ابھی بھی اُس کے بداثرات موجود ہیں اس لئے آپ کو تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔ جہاں تک اُمراء کا تعلق ہے اُن سے غلطیاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ہوتی ہیں۔ لیکن سب سے بڑی غلطی جو بعض امراء کرتے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جب خلیفۂ وقت اُن کو ایک کھلی کھلی نصیحت کرتا ہے تو اُس کو نظر انداز کرنے کا اُن کو کوئی حق نہیں۔

جماعت کی عدم تربیت کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ساری جماعت تک خلفاء کے خطبے نہیں پہنچتے۔ میں جب زور دیتا ہوں کہ میرے لفظوں میں جماعت تک یہ آواز پہنچایا کرو تو مجھے ذرا بھی اپنے خطبے پڑھوانے کا شوق نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اگر یہ نعوذ باللہ دکھاوا ہے تو میں اس دکھاوے پر لعنت ڈالتا ہوں۔ مگر میں جانتا ہوں میرا دل جانتا ہے کہ بڑی محنت کیا تھ بڑے سوچ بچار اور دعاؤں کے ساتھ میں ایک تربیت کا پروگرام بناتا ہوں۔ مدتوں اُس پروگرام پر وقت خرچ کرتا ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ

ہر احمدی میری آواز میں میری بات خود سن لے

اگر نہیں سمجھ سکتا تو اُس کے ترجمے اُس تک پہنچ جائیں اور ان ترجموں کو سن کر وہ فائدہ اٹھائے کیونکہ وہ الفاظ دل کی گہرائی سے نکلتے ہیں۔ خواہ فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے اُن میں کیسے ہی نقص کیوں نہ ہوں لیکن بڑا فرق ہے اور سچے دل کے درد سے جو بات اٹھتی ہے، اس کا اور اثر ہوتا ہے۔ مگر بعض اُمراء ایک مخفی تکبر کی وجہ سے اس طرف توجہ نہیں دیتے چنانچہ بعض عہدیدار جو سلسلے کے مربی ہیں اور انہی کو

امیر مقرر کیا گیا ہے یا عہدے دیئے گئے ہیں تو سب سے پہلے اُن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان باتوں پر عمل کریں۔ لیکن مخفی تکبر سے مراد یہ ہے کہ اُن کو پتہ ہی نہیں کہ وہ متکبر ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کی بات پہنچ گئی، ٹھیک ہے ہم جو اس کا خلاصہ تیار کر دیتے ہیں پس وہی کافی ہے اور ہم نے پہنچا دی اور فرض پورا کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں کئی نسلیں تباہ ہو سکتی ہیں۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ وہ کتنا بڑا بوجھ اُٹھا رہے ہیں۔ کتنی بڑی ذمہ داری قبول کر رہے ہیں۔ ابھی سویڈن سے میں آیا ہوں۔ وہاں لجنہ میں میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ آپ سے براہ راست میں بات کرتا ہوں۔ کوئی کسی قسم کا سوال کرنا ہو کوئی شکایت کرنی ہو تو بے تکلفی سے کریں اس پر ایک بچی نے اُٹھ کر کہا کہ آج تک ہمیں سویڈش زبان میں آپ کا خطبہ نہیں پہنچایا گیا۔ آپ پتہ نہیں کیا کیا کہتے رہتے ہیں۔ لوگوں سے ہم سنتے رہتے ہیں۔ اُس نے کہا ہم یہاں پلے ہیں، یہیں پیدا ہوئے، یہیں بڑے ہوئے، ہمیں اردو نہیں آتی اور ہم مجبور ہیں۔ ہمارا حق ہے کہ ہمیں بھی پتہ لگے کہ خلیفۂ وقت ہم سے کیا تقاضے کرتا ہے۔ میں حیران رہ گیا دیکھ کر کہ ایک تجربہ کار پرانا مربی، ساری عمر کا واقفِ زندگی ملک کا امیر ہو اور بار بار سننے کے باوجود اور علم رکھنے کے باوجود ان لوگوں سے غافل ہو اور ان ضرورتوں سے غافل ہو۔ اور مقامی مربی بھی اسی طرح ایک تربیت یافتہ پرانے بہت ہی وفادار انسان اور دوسری خوبیوں کے لحاظ سے مرصع لیکن بچوں سے غافل ہیں۔ اُن کو کیوں خیال نہیں آیا کہ نظامِ جماعت کا فرض ہے کہ اُن تک سویڈش زبان میں خطبہ پورے کا پورا پہنچایا جائے۔ جن جماعتوں میں اخلاص ہے، تقویٰ ہے وہاں یہ کام کرنے میں کوئی زیادہ دیر نہیں لگتی۔

عربی زبان میں ہمارے پاس بہت تھوڑے ماہر ہیں، لیکن بعض ایسے ہیں جن کو **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور نظامِ جماعت سے عشق ہے اور خلافت سے ایسی وفا کا تعلق ہے کہ اس کی مثال دوسری جگہ کم نظر آتی ہے۔** ہمارے ایک ایسے ہی بزرگ سید حلمی الشافعی ہیں وہ ہفتہ نہیں گزرتا کہ اس کا عربی ترجمہ کر کے ساتھ ساتھ بھجواتے رہتے ہیں اور وہ سلسلے کے ملازم نہیں ہیں۔ تنخواہ دار نہیں ہیں۔ اپنی کمائی کے لئے اپنا وقت ہے اور الگ اُن کو وقت دینا پڑتا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اور بہت سی کتب کے تراجم کر چکے ہیں اور بہت سے نظامِ جماعت کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں لیکن ایک شوق ہے اور ذمہ داری کا احساس ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خطبات ایسے ہیں جن کو ہر عرب تک پہنچنا چاہیئے اور احمدی عرب کا حق ہے کہ اُس تک یہ آواز عربی زبان میں پہنچے۔ اُن کو اس بات کا علم ہے لیکن جو بعض امراء ہیں اور جو بعض پرانے مربی ہیں اُن کو احساس نہیں۔ میں نے اس سے پہلے کئی دفعہ خطبوں میں اشارۃً بغیر نام لے کر یہ باتیں سکھائیں اور سمجھائیں۔ لیکن جن تک بات نہ پہنچنی ہو نہیں پہنچتی۔ معلوم ہوتا ہے اِن تک بات نہیں پہنچی۔ اگر اُن کے دماغ میں یہ بات پہنچ جائے کہ اس کی اہمیت کیا ہے تو پھر ساری جماعت تک ضرور پہنچے گی۔

پس جو OPAQUE ہو وہی BLOCK کیا کرتا ہے۔ OPAQUE ایسی کثیف چیز کو کہتے ہیں جو روشنی کو اپنے تک پہنچا کر وہیں ٹھہرا دیتی ہے اور روشنی اُس کی سطح تک رہتی ہے اور شفاف وہ چیز ہوتی ہے جو اپنے میں سے روشنی گذرنے دے۔ پس جو کثیف چیز ہوا اس سے روشنی اس لئے نہیں گزرتی کہ خود اُس کے اندر بھی تو داخل نہیں ہو رہی ہوتی۔ جس کے اندر روشنی داخل ہو جائے، اُس مادے سے پھر ضرور روشنی باہر بھی نکلتی ہے اور دوسروں کو بھی فیض پہنچاتی ہے۔ اس لئے باقی اُمور میں ایسے عہدے دار خواہ کیسے ہی نیک کیوں نہ ہوں، مخلص ہوں، فدائی ہوں، عمر بھر کی خدمتیں ہوں لیکن بعض دفعہ ایک غفلت کے

مخفی تکبر کا شکار ہونے کے نتیجے میں

یا بے وقوفی کے نتیجے میں، جو بھی آپ کہہ لیں وہ کسی ہدایت پر عمل نہیں کر رہے ہوتے اور اُس سے بہت بڑا نقصان جماعت کو پہنچا رہے ہوتے ہیں۔ دوسری بعض جماعتیں ہیں جہاں ایک ہی آدمی ہے وہ خود ہی طور پر اکیلا سارا بوجھ اُٹھاتا ہے اور تراجم کر کے پھر اُنکو کثرت کے ساتھ شائع کرتا ہے اور ایسی جماعتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن معیار ترقی پر ہے۔ اور ساری جماعت کو پتہ لگ رہا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساؤتھ انڈیا میں ہماری ایسی جماعتیں ہیں جو اُردو نہیں سمجھتیں۔ وہاں ہمارے مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ ہیں اُن کو خدا تعالیٰ نے اس بات کا جنون دیا ہوا ہے کہ اِدھر آواز کان تک پہنچی، اُدھر فوری طور پر اُس کے ترجمے کئے اور ساری جماعتوں تک پہنچائے۔ وہاں سے جو جماعتوں کے خط ملتے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ اُن کو افریقہ کا بھی پتہ ہے، اُن کو امریکہ کا بھی پتہ ہے، اُن کو چین، جاپان کا بھی پتہ ہے۔ جماعت کے سارے مسائل کا علم رکھتے ہیں اور اُن کے خطوں میں روشنی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھ کر مجھ سے بات کر رہے ہیں۔ لیکن جہاں یہ خطبات نہیں پہنچتے وہاں بچے ہوں یا بڑے ہوں وہ بے چارے جماعت سے کٹے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے جس پر آخری ذمہ داری ڈالی ہے اُس سے کٹ کر تو پھر روحانی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بہت ہی اہم باتیں ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ نعوذ باللہ میں امیروں کی ناجائز حمایت کرتا ہوں۔ میں اُن کی ہر بات پر نظر رکھتا ہوں۔ جہاں تک پیش چلے اُن کو سمجھانے کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ اور کئی دفعہ سرزنش سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ جماعت میں کوئی ڈکٹیٹر نہیں ہے۔

اگر مجھ سے کوئی شکایت ہے مجھ تک پہنچائیں۔ میں اُس کو پوری نہ کروں اور آپ اپنے آپ کو سچا سمجھیں تو خدا کے دربار میں میری شکایت کریں۔ آپ کی حدیں تو وہاں تک پہنچتی ہیں جہاں کسی دنیا والے کی حد نہیں پہنچتی۔ خدا تک آپ کے سوا اور کون پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ آپ خدا کی جماعت ہیں، خدا کی خاطر اطاعت کرنے والے ہیں اس نظام میں جو ایسا پاکیزہ الٰہی نظام ہے دنیا داری کی باتیں تو پنپ سکتی ہی نہیں، نہ پنپنے دی جائیں گی۔ میں پھر آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اِن باتوں میں اپنی اصلاح کریں۔ تقویٰ سے کام لیں کیونکہ جیسا کہ میں نے اب شروع کیا ہے یہ باتیں عام خطبوں میں اس لئے میں بیان کر رہا ہوں کہ

ساری دُنیا کی جماعتوں کو پتہ چلے کہ تربیتی مسائل کیا ہیں؟

اور کن کن اطراف سے اُنہیں خطرے درپیش ہیں۔ وہ متنبہ ہو جائیں۔ اور اگر یہ باتیں سننے کے باوجود اُن کے عہدے داران تقویٰ سے کام نہ لیں اور خلیفۂ وقت کی ہدایات پر عمل نہ کریں یا اُن سے ناجائز سلوک کریں، زیادتی کریں تو میں حاضر ہوں جتنا بوجھ چاہیں مجھ پر ڈالتے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہے جو بوجھ اُٹھانے کی توفیق بخشتا ہے اور اپنے فضل سے توفیق بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے اس بات کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ میرا بوجھ تو وہ بوجھ ہے کہ مجھے علم نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے۔ کسی ملک میں جاؤں تو وہاں کے بچے اُٹھ اُٹھ کے شکایتیں کریں کہ ہمیں تو پتہ ہی نہیں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ ہماری طرف بھی تو توجہ کریں۔ ہم بھی تو حق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ تقویٰ کی باریک راہوں پر محافظ اور نگران ہو جائیں۔ شیطان باریک راہوں سے داخل ہوتا ہے یعنی متقیوں پر حملہ کرنے کیلئے شیطان ہمیشہ باریک سے باریک راہوں سے داخل ہوتا ہے تاکہ وہ نظر نہ آئے۔ جو غیر متقی موٹے موٹے عام لوگ ہیں اُن پر تو وہ کھلے کھلے حملے کرتا ہے اور پھر بھی اُن کو نظر نہیں آتا۔ مگر یہ خیال چھوڑ دیں کہ آپ کے روحانی ترقیات کے مسائل ایک دفعہ حل ہو چکے اور آپ نے ساری منازل طے کر لیں۔ کوئی دُنیا میں نہیں ہے جو ساری منازل طے کر سکے۔ انجیل کا مطالعہ کر کے دیکھیں شیطان نے تو حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی جو خدا کی طرف سے سب سے اعلیٰ منصب پر یعنی نبوت کے منصب پر فائز فرمائے گئے تھے۔ بھیس بدل کر اُن کا بھی امتحان لینے کی کوشش کی حضرت ایوب علیہ السلام کے بھی امتحان لینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ایسے نیکوں اور متقیوں پر بہت باریک راہوں سے حملے کرتا ہے۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ اُن کو نورِ بصیرت عطا فرما چکا ہوتا ہے وہ خدا کے نور سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے ان باریک راہوں پر وہ محافظ اور نگران رہتے ہیں۔ اُس طرف سے کبھی کسی دشمن کو مجال نہیں ہوتی کہ وہ اُن پر حملہ کر سکے تو اپنے اس روحانی معیار کو بڑھائیں اور اپنی باریک راہوں کی نگرانی کریں۔ مخفی طریق سے شیطان جب آپ پر حملہ آور ہو خواہ وہ آواز کسی نیک آدمی کی طرف سے آ رہی ہو دراصل وہ شیطان کی آواز ہے۔ نیک آدمی ایک ملک کا عہدیدار ایک ملک کا صدر بھی بعض دفعہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ میں بہت متقی اور بزرگ ہوں اور بات ایسی کر رہا ہوتا ہے کہ شیطان اُس کو آلۂ کار بنا رہا ہوتا ہے۔ عام آدمی تک بات پہنچتی ہے تو کہتا ہے یہ دیکھو یہ فلاں کتنے بزرگ، متقی انسان نے کہی ہے حالانکہ بات پہچانی جاتی ہے۔ بُو بھی نہیں آتی۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ تقویٰ کے خلاف بات ہو اور اُس میں بدبو نہ ہو؟ متقی کو بدبو آ جاتی ہے۔ اس کا دل ضرور اُس کو متنبہ کر دیتا ہے کہ اِس بات میں کچھ بات ہے۔ کوئی ایسے خطرے کی بات ہے جو یہ بات قابلِ قبول نہیں رہی (باقی ملاحظہ کریں صفحہ پر)

اسیرِ راہِ مولیٰ کا ایک تبلیغی خط

مکرم محمد الیاس صاحب منیر نے جو ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء سے اسیرِ راہِ مولیٰ ہیں یہ تبلیغی خط مرتب فرمایا ہے۔ احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے نیک اور نتیجہ خیز اثرات پیدا فرمائے اور ان کی رہائی کا جلد اور مناسب سبب بنائے۔ آمین
(قائمقام ایڈیٹر)

دُنیا پر ایک اُچٹتی سی نظر بھی ڈالیں تو ہر طرف کسی نہ کسی پیمانہ پر فساد اور شر نظر آئے گا۔ معاشرہ اپنے بنیادی یونٹ سے لے کر بڑی سے بڑی اکائی تک بے چینی، اضطراب اور شکست و ریخت کا شکار ہے۔ حتی کہ مادی ترقی کی دوڑ میں بہت آگے نکل جانیوالوں کے ترقی یافتہ ایوانوں میں بھی حقیقی انسانی قدروں کا زبردست فقدان ہے۔ ترقی پذیر معاشروں میں اگر افراد کی سطح پر بے ایمانی کا دَور دَورہ ہے تو ترقی یافتہ ممالک میں بین الاقوامی سطح پر دھوکہ، فریب اور بد دیانتی کا ارتکاب ہو رہا ہے۔

یہ کیفیت صرف مادی دُنیا تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ آج روحانی دُنیا میں بھی تیزی سے سرایت کر چکی ہے۔ گویا ظہر الفساد فی البرّ والبحر کا مہیب اور انسانیت کے لئے سخت خطرناک نظارہ آج کی یہ دُنیا پیش کر رہی ہے۔

ایسے ماحول اور ایسی کیفیت میں ہر سلیم العقل شخص نظر تاروشنی کے کسی مینار عافیت کے کسی حصار صلح و آشتی کی کسی آواز، امن و سکون کی کسی قرارگاہ، شیطانی حربوں سے محفوظ و مامون کسی پناہ گاہ اور کسی ٹھنڈک بھرے شجر سایہ دار کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ اور جو بھی خلوص دل، سچی نیت اور فطرت سلیمہ کے ساتھ جستجو کے اس سفر پر نکلا اسے ایک پُر شوکت، جلالی آواز سنائی دی۔

”وہ اس تاریکی کے زمانہ کا نور مَیں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے، وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور حلم کے ساتھ دُنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں۔“ (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۱)

نوعِ انسانی کی فلاح اور کامیابی کی خاطر یہ آواز ہندوستان کی گمنام بستی قادیان میں ظہور فرمانے والے امام مہدی، مسیح موعود اور مجدد دین کی ہے۔ جن کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تھا۔ آپ نوعِ انسانی اور بالخصوص اُمّتِ مسلمہ کی حالتِ زار دیکھکر سخت بے قرار ہوئے اور قوم کے درد سے آپ کا دِل گویا پھٹنے لگا۔ آپ نے اپنے رب سے التجاء کی ہے

وہ لگائے آگ میرے دِل میں ملّت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بیشمار

اِس عاجزانہ و مضطربانہ اور پُر جوش التجاء کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس دردمند دل کو اس زمانہ کی اصلاح کا فریضہ سونپا۔ جس پر تائید دین کے عظیم الشان مقصد کی خاطر اس مردِ میدان نے ہر جہت میں دعوتِ حق دی جس کے ساتھ ہی ایک لاکھ چوبیس ہزار بلیاد کی تاریخ اپنے آپ کو دہرانے لگی۔ اپنے آپ کو دین کا ستون سمجھنے والوں نے اس کے خلاف فتویٰ بازی کا بازار گرم کر دیا اور قوم کو اپنے پیچھے لگانے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ چنانچہ ناواقف اور سیدھے سادے لوگ انکی باتوں میں آکر اس بندۂ خدا کی مخالفت پر کمربستہ بھی ہو گئے، مگر اہل فہم و فراست طبقہ نے حقیقتِ حال سے واقفیت ہونے پر حیران ہو کر کہا کہ ایسا شخص بھی دشمن اسلام اور کافر اور ملحد و دجال اور مرتد ہو سکتا ہے جس کے اشعار کا نچوڑ یہ ہے ؎

دیکھ سکتا ہی نہیں مَیں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھکو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اِس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پکار

اِس پیارے مہدی کی پیاری پیاری باتوں کو سُن کر اور زبردست علمی و عقلی دلائل و براہین کو پرکھ کر سلیم الفطرت لوگ پروانوں کیطرح اس شمعِ فرزاں کے گرد جمع ہونے لگے اور انا ننقص الأرض من اطرافہا کے مصداق ان کا حلقۂ احباب آہستہ آہستہ کرۂ ارض پر محیط ہونے لگا تو اہلِ ارض کے بزرجمہروں پر کپکپی طاری ہو گئی کہ اس طرح تو ہماری چودھراہٹ خطرہ میں پڑ گئی ہے۔ چنانچہ وہ مخالفت کے نت نئے ہتھیار ایجاد کرنے لگے۔ دلائل کے میدان میں انہوں نے کاری زخم کھائے تو مسلمانانِ عالم کی ایک حساس رگ تلاش کرلی۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے غلط استعمال کا سہارا لے کر اس رگ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ جس سے ہر ناواقف مسلمان بُری طرح تڑپ اور بھڑک اُٹھا۔ ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ الزام داغا کہ نعوذ باللہ آپ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل کھڑے ہوئے ہیں، قرآن پاک کو منسوخ کر کے اپنی شریعت جاری کر چکے ہیں اور اپنی ذات کو ایک نئے دین کا نقطۂ آغاز قرار دیتے ہیں۔ مگر ان نادانوں یا جان بوجھ کر جاہل بننے والوں کو یہ علم نہیں کہ اس زمانہ کی یہ عظیم ہستی اپنی تمام عظمتوں کو اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالے ہوئے ہے اور آپ کی ہی ایک نظرِ عنایت کی مرہونِ منت قرار دیتی ہے ان کا تو روزِ اوّل سے ببانگِ دُہل اعلان ہے۔ ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

آپؑ تو اپنے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نظرِ کرم کی بھیک مانگتے آپ کی غلامی کا اقرار کرتے ہیں ؎

اُنظر اِلیّ برحمۃٍ و تحنّنٍ
یا سیّدی اَنا احقر الغلمانٖ

اور اسی نشہ میں مست اور مخمور ہو کر ڈنکے کی چوٹ پر مخالفین کو چیلنج کرتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمّرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یعنی خدائے عزّ و جلّ کے بعد میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مخمور ہوں، خدا کی قسم! اگر یہ کفر ہے تو مَیں سب سے بڑا کافر ہوں۔

جنابِ مَن! مخالفین تو اس بندہ خدا پر اپنی دکان چمکانے کا الزام لگاتے ہیں، مگر ذرا دیکھئے تو سہی کہ اس نے اپنی اس دکان میں سودا کیسا دھرا ہے۔ وہاں تو یہ ایمان افروز بیان ملتا ہے کہ:

”مجھے اللہ جلّ شانہ، کی قسم ہے کہ میں کافر نہیں۔ لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ میرا عقیدہ ہے اور لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میرا ایمان ہے۔ مَیں اپنے اس بیان کی صحت پر اس قدر قسمیں کھاتا ہوں، جس قدر خدا تعالیٰ کے پاک نام ہیں اور جس قدر قرآن کریم کے حرف ہیں اور جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کے نزدیک کمالات ہیں، کوئی عقیدہ میرا اللہ اور رسول کے فرمودہ کے برخلاف نہیں۔“ (کرامات الصادقین صفحہ ۲۵)

پس یہ قطعاً غلط ہے کہ آپ کا مشن اپنے تئیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کھڑا کرنا تھا۔ نہیں نہیں، آپ تو آئے ہی حضورؐ کی عظمت کو دِلوں میں پھر سے بٹھانے کیلئے تھے، اور اسی مقصد کی خاطر آپ نے ساری عمر اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں کو وقف رکھا۔ اور ہمیشہ اپنے قول اور اپنے عمل سے یہی تلقین کی کہ دو جہانوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پورے دِل و جان سے محبت کیجائے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر آپ نے اپنے مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ:-

”وہ تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے تا دُنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دِل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔“
(اطلاع منسلکہ فیصلہ آسمانی)

ایک اور اہم سوال

ہمارے سادہ لوح بھائی اس موقعہ پر حیران ہو کر بے ساختگی سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر حقیقت یہی ہے تو پھر حکومتی سطح تک یہ مخالفت کیوں؟ اس کا جواب قدرے پیچیدہ ہے۔ اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی آپ کے عزائم اور مشن کی طرف دیکھنا ہوگا اور ساتھ ہی اس مہدی معہود کی نسبت سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں پر بھی نظر کرنی ہوگی۔ جن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعِ انسانی کا مستقبل اسلام کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے اور غلبہ اسلام کی عظیم مہم کا سالار اپنے پیارے مہدی علیہ السلام کو مقرر فرمایا ہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۱ پر)

Manager, THE BADR WEEKLY, QADIAN-143516.

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۹۰ء

قسط ۴

ہستی باری تعالیٰ

عباد اللہ پر خدا تعالیٰ کا ظہور، اس کی ہستی کا ثبوت

از محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب سابق صدر شعبہ فلکیات عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد۔

حضرت گرو بابا نانک بھی ولی اللہ تھے ان کے پاس ایک متبرک چولہ صاحب تھا۔ جس پر کلمہ شہادت اور قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک میں محفوظ ہے۔ حضرت گرو بابا نانک خالص توحید کی تعلیم دیتے تھے اور بت پرستی کے سخت خلاف تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے بارے میں فرمایا کہ :-

"یقین ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور"

یعنی حضرت نانک ایسے وجود تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام سے نوازا تھا۔ حضرت بابا نانک خود بھی فرماتے ہیں :-

جیسی مے آوے خصم کی بانی۔
تیسڑا کرے گیان وے لالو۔
(گرو گرنتھ صاحب)

کہ میرا خدا مجھے جسطرح بتا رہا ہے ویسا ہی میں آپ تک پہنچا رہا ہوں ہمارا تم لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کی پیروی کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بعد ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہیگا۔ جو دین کی تجدید کرینگے۔ نیز آپ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں جب گمراہی بہت بڑھ جائیگی تو حضرت امام مہدی تشریف لائیں گے۔ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی بھی پیشگوئی فرمائی تھی۔ یہ سب باتیں پوری ہوئیں اگر کوئی خدا نہیں ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے علم ہوگیا کہ مستقبل میں لوگوں کی ہدایت کے لئے کیا انتظام ہوگا۔

چنانچہ موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور پیروی کی برکت سے مسیح موعود و مہدی معہود بنے۔ آپ نے فرمایا :-

ہر اک نبی جو آیا اس نے خدا دکھایا۔
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی۔
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
آپ پر خدا ظاہر ہوا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں :-

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دین اسلام کی خدمت کے لئے بکلی وقف کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عبدہ کے محبت بھرے الفاظ میں یاد فرمایا۔ آپ کو الہام ہوا کہ :-

الیس اللہ بکاف عبدہ

کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ کی تمام ضروریات کا متکفل ہوگیا۔ اور آپ بکلی خدمت دین میں مصروف رہے آپ نے ایک سے زائد کتب تحریر فرمائیں جس میں سے ایک کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارے میں میں نے کچھ تفصیل بیان کی تھی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت حافظ حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفہ بنے اور ہم ان کے ذریعہ بھی عباد اللہ پر خدا تعالیٰ کا ظہور کے ایمان افروز واقعات دیکھ رہے ہیں۔ [باوجود بڑھتی ہوئی مہنگائی کے جماعت احمدیہ کو متعدد مساجد بنانے کی۔ مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ شائع کرانے کی اور دیگر خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے]

جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت حافظ حکیم مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک مشہور ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ پر توکل کا بہت بلند مقام حاصل تھا اور اللہ تعالیٰ آپ کی ہر ضرورت پورا کرنے کا انتظام کر دیتا تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے :-

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

ایک دفعہ آپ قادیان کی چھوٹی سی بستی میں اپنی دوکان میں بیٹھے مریضوں کو دیکھ رہے تھے اور دوائی دے رہے تھے کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تار ملا کہ بلا توقف دہلی پہنچو۔ آپ تار ملتے ہی بلا توقف سیدھے ریلوے سٹیشن کی طرف چل پڑے۔ یہ بھی نہیں دیکھا کہ دہلی جانے کے لئے کرایہ کی رقم ساتھ ہے بھی یا نہیں۔ آپ نہیں چاہتے تھے کہ ذرا بھی توقف ہو کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد تھا کہ بلا توقف دہلی پہنچو۔ جب آپ قادیان سے امرتسر تک پہنچے تو جتنے پیسے آپ کے پاس تھے وہ سب ختم ہو گئے۔ اور آپ کے پاس امرتسر سے دہلی جانے کا کرایہ بھی نہیں رہا۔ لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ کی شفقت پر یقین تھا۔ گاڑی آنے میں کچھ دیر تھی اور آپ سٹیشن پر ٹہل رہے تھے کہ اچانک ایک ہندو رئیس آپ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میری بیوی سخت بیمار ہے اور میرا گھر بالکل نزدیک ہے اور ابھی گاڑی آنے میں کچھ دیر باقی ہے میں گاڑی آنے سے پہلے ہی آپ کو واپس چھوڑ جاؤنگا۔ چنانچہ وہ رئیس حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو گاڑی میں اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی کا علاج کروانے کے بعد واپس حضور کو سٹیشن پر چھوڑ گئے اور دہلی کا ٹکٹ اور کچھ نقد رقم بھی دی اور بڑے ادب سے سلام کر کے رخصت ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اپنے آقا کے حضور بلا توقف دہلی پہنچ گئے۔ یہ واقعہ واضح طور پر اس صداقت کو آشکار کرتا ہے کہ :-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۔
(2:208)

یعنی بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو بیچ ڈالتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں سے خاص شفقت کا سلوک فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم نے یہ عظمت نشان بھی دیکھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر یہ پیشگوئی فرمائی کہ وہ آپ کو ایک نہایت پاک فرزند عطا فرمائیگا جو مصلح موعود ہوگا۔ اور حسن و احسان میں آپ کا نظیر ہوگا۔ آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ موعود لڑکا نو سال کی معیاد کے اندر پیدا ہوگا اور وہ عمر پانے والا ہوگا اس مقدس فرزند کے اعلیٰ صفات جو آپکو بتائے گئے اُن میں سے چند یہ ہیں :-

"وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا .... وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا .... وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائینگی۔"

اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ "دکھلاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا"

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو کی تھی جبکہ جماعت احمدیہ قائم بھی نہیں ہوئی تھی۔

یہ پیشگوئی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی۔ آپ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو منصب خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ نے اپنی تفاسیر قرآن مجید اور دوسری کتب اور تقریروں میں علم اور عرفان کے سمندر بہا دئے۔ آپ کے ذریعہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے کئی مشن قائم ہوئے اور کامیابیوں اور کامرانیوں کی لمبی عمر پاکر بالیل و مرام ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو اپنے محبوب خدا سے جاملے۔ ہمارے سابقہ امام اور موجودہ امام آپ ہی کے مقدس فرزند ہیں جن کے ذریعہ آپ کے عظیم الشان کام بخیر و خوبی جاری رہے۔ الحمد للہ۔

معزز سامعین! کیا کوئی باپ اپنے بچہ کے متعلق جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوا ایسی پیشگوئی کر سکتا ہے کہ اسے بیٹا ہوگا۔ جو لمبی عمر پائیگا اور متعدد خوبیوں سے متصف ہوگا۔ اور جس کے ذریعہ دنیا میں ایک پاک انقلاب برپا ہوگا؟ بلاشبہ پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا پورا ہونا عباد اللہ پر خدا تعالیٰ کا ظہور، اسکی ہستی کا ثبوت ہے۔ کا بہت ایمان

افروز نمونہ ہے۔

خاکسار کے خاندان کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ احمدیت کی نعمت ملی اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم سے کئی نشانات آپ کے ذریعہ دیکھا۔ بطور تحدیث نعمت ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ میرے والد محترم علی محمد الہ دین صاحب مرحوم کی زندگی کا واقعہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر وہ انگلستان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے تھے۔ وہ M.A یونیورسٹی سے Edinburgh کی ڈگری حاصل کرنا چاہتے تھے بسات مضامین میں سے چھ تو انہوں نے پاس کر لئے مگر ایک میں متواتر فیل ہوتے گئے۔ اس لئے وہ ناامید ہو کر واپس چلے جانا چاہتے تھے۔ اُن کو وطن سے جا کر ۳ سال کا عرصہ ہوتا تھا۔ میرے دادا جان نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے بغیر M.A کی ڈگری کے اُن کو واپس بلا لینے کی اجازت چاہی۔ مگر حضور نے فرمایا کہ میں نے خواب میں اُن کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے۔ اسلئے انشاء اللہ یہ یقیناً پاس ہو کر آئیں گے۔ اس لئے میرے دادا صاحب نے میرے والد صاحب کو یہ کیفیت لکھی۔ اور پھر کوشش کرنے کو کہا۔ انہوں نے پھر ایک بار کوشش کی مگر پھر بھی فیل ہو گئے۔ ان کے استاد کو جب معلوم ہوا پھر فیل ہو گئے۔ تو انہوں نے تحقیق کی معلوم نہیں خدا تعالیٰ کا وہاں کیا کرشمہ ہوا کہ ایک دو روز میں اُن کو یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی۔ آپ پاس ہو گئے ہیں اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا خواب پورا ہو گیا۔ چنانچہ وہ ایم اے پاس کر کے حج کرتے ہوئے واپس آئے۔ الحمد للہ۔

(بشارات رحمانیہ P 203)

اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا ان کے دل پر گہرا اثر تھا اور وہ عموماً اپنے نام کے ساتھ M.A. (Edin) لکھا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو روزانہ سینکڑوں خطوط آتے ہیں۔ کس طرح حضور اقدس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور لوگ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے جلوے دیکھتے ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ نیز امسال حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عید الفطر کے موقعہ پر جو خطبہ دیا اس میں حضور نے کئی ایمان افروز اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے واقعات بیان فرمائے ہیں جو جماعت احمدیہ کی پہلی صدی (یعنی گذشتہ صدی) میں ظاہر ہوئے۔

ایک قابل مصنف Mr. Iain Adamson نے ایک کتاب لکھی ہے بعنوان A man of God یعنی خدا کا آدمی۔

(George Shephard Publishers. Meggs House Bristol B.38 1QX Great Britain 1990)

اس میں انہوں نے ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سوانح لکھی ہے اور کئی ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا ہے۔

مثلاً کس طرح اللہ تعالیٰ نے ۱۹۸۴ میں آپ کو معجزانہ طور پر گرفتار ہونے سے بچایا اور صحیح سلامت ربوہ سے لندن پہنچایا۔ آپ کو پکڑنے کی پوری کوشش کی گئی تھی اور جنرل ضیاء الحق کی طرف سے یہ پیغام تمام Frontier posts اور Seaposts air posts کو بھیج دیا گیا تھا کہ مرزا ناصر احمد جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتا ہے اُس کو پاکستان سے باہر نہیں جانے دینا۔ ضیاء الحق صاحب سے یہ غلطی ہو گئی کہ مرزا طاہر احمد لکھنے کی بجائے انہوں نے مرزا ناصر احمد لکھ دیا اور حضور اقدس کے پاسپورٹ پر نام مرزا طاہر احمد واضح طور پر لکھا ہوا تھا۔ اور لوگوں پر یہ تاثر تھا کہ حضور اسلام آباد کی طرف تشریف لے گئے ہیں حالانکہ اسلام آباد کی طرف آپ کے بزرگ بھائی حضرت مرزا منور احمد صاحب تشریف لے گئے تھے۔ کراچی میں حضور جب پہنچے تو پاسپورٹ والوں نے اسلام آباد فون کر کے وضاحت طلب کرنے کی کوشش کی لیکن رات کے دو بجے کا وقت تھا اور کسی سے بھی contact نہیں ہو سکا حضور اقدس K.L.M کی فلائٹ سے تشریف لے جا رہے تھے اُس فلائٹ کو کافی delay کیا گیا لیکن بالآخر اس ہوائی جہاز کو کراچی سے روانہ ہونے کی اجازت دے دی گئی۔ اور ہمارے پیارے آقا اپنے اہل بیت کے ساتھ خیریت کے ساتھ Amsterdam اور پھر وہاں سے لندن پہنچ گئے اور وہاں پر حضور اقدس کی تشریف آوری تبلیغ اسلام کے لئے نہایت مفید اور بابرکت ثابت ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ مصنف لکھتے ہیں کہ حضور اقدس نے اپنا تاثر اس کلمہ سے ظاہر فرمایا کہ :-

God's ways are wonderful

یعنی اللہ تعالیٰ کے طریقے نرالے ہوتے ہیں۔

الغرض ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ وہ عباد اللہ پر ظہور سے اپنی ہستی کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔

یہی رات دن اب تو میری صدا ہے۔
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے۔

اختتام :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیضان قیامت تک جاری رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی دنیا نے روحانی احیاء کا ایک بے نظیر نمونہ دیکھا تھا۔ اس وقت جبکہ دنیا گناہوں کی کثرت اور بدامنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی برکت سے دنیا کو اس زمانے میں بھی روحانی زندگی حاصل ہوگی۔ قرآن مجید میں سورہ صف میں پیشگوئی ہے کہ دین اسلام غالب آئیگا۔ بھگود گیتا میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ جب دنیا میں گناہ بڑھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے مامور کے ذریعہ نیکیوں کا قیام ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے خلفاء کرام ہم کو بار بار بتا رہے ہیں کہ ایک عالمگیر انقلاب پیدا ہونے والا ہے جس سے دنیا کی کایا پلٹ جائیگی اور ایک نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان۔ عباد اللہ پر خدا تعالیٰ کا ظہور اسکی ہستی کا ثبوت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے منظوم کلام سے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں :-

وہ دیتا ہے بندوں کو اپنی ہدایت
دکھاتا ہے ہاتھوں پہ اُن کے کرامت
ہے فریاد مظلوم کی سننے والا۔
صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا۔
گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا
غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا۔
یہی رات دن اب تو میری صدا ہے۔
یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے۔

اعلان نکاح و درخواست دعا

مسماۃ زکیہ سلطانہ صاحبہ بنت مکرم محمد بشارت علی صاحب مرحوم ساکن حیدرآباد کا نکاح مکرم محمد یوسف صاحب عرف بابا ابن مکرم عبد السلیم صاحب ساکن مشیر آباد حیدرآباد کا نکاح مبلغ گیارہ ہزار ایک سو گیارہ روپے حق مہر پر مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں مورخہ ۱۷/۹۱ کو پڑھا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت و مثمر بہ ثمرات حسنہ بنائے آمین۔

• محترمہ امۃ المنیر بیگم صاحبہ اہلیہ محمد رشید احمد صاحب مرحوم نے دو صد روپے یعنی ایک صد روپے شکرانہ فنڈ میں اور ایک صد روپے اعانت بدر میں دیئے ہیں۔ اور انہوں نے درخواست کی ہے کہ ان کے دو لڑکوں کی شادی یعنی عزیزم نذیر احمد صاحب کی راضیہ سلطانہ بنت محمد بشارت علی مرحوم کے ساتھ اور عزیزم ضمیر احمد صاحب کی طاہرہ بیگم بنت محمد عبد السلیم کے ساتھ ہر دو کی مورخہ ۲۵/۹۱ (۲۵ جولائی ۱۹۹۱ء) کو ہوئی۔ اس شادی کے بہت بابرکت ہونے کے لئے اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے

خاکسار۔ بشیر الدین الہ دین　سیکرٹری رشتہ و ناطہ سکندرآباد

بدر کے متعلق ۔ انتظامی امور اور ترسیل زر کے لئے مینجر صاحب بدر سے علمی مضامین و اعلانات کے لئے ایڈیٹر صاحب اخبار بدر سے رابطہ کیا کریں ان امور کا خیال نہ رکھنے سے بعض دشواریاں پیش آتی ہیں۔　(ایڈیٹر)

بقیہ خطبہ جمعۃ المبارک .... صفحہ ۷ سے آگے

اور ہر انسان کو خدا نے ایسا نور ضرور عطا فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے ضمیر سے بروقت اُٹھنے والی اس تنبیہہ کو قبول کرے اور اس پر غور کرے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ ہر فتنے سے نجات پا سکتا ہے۔

ویسے تو یہ مضمون شاید آگے اور بھی بڑھے لیکن آج کے خطبے میں آخری بات میں یہی کہوں گا کہ یہ ایسی مشکل باتیں ہیں کہ دُعا کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ دُعا کے ذریعہ مدد مانگیں، دُعا کے ذریعہ نئی زندگی حاصل کریں۔ دعا کے ذریعہ ان سب فتنوں سے بچنے کی کوشش کریں۔ توبہ کرنی ہے تو خدا کے حضور توبہ کریں۔ مجھ سے معافی مانگنا بالکل بے معنی ہے، اگر دل میں توبہ نہ پیدا ہو چکی ہو۔ اور خدا سے استغفار کرتے ہوئے مسلسل دُعائیں مانگیں۔ خدا آپ کی حفاظت فرمائے۔ اگر آپ چیزوں کو نہیں دیکھ سکتے تو خدا تو دیکھ سکتا ہے۔ وہ چاہے تو جس طرح چاہے اپنی تقدیر کو حرکت دے کر آپ کو ٹھوکروں سے بچا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ جو کام ظاہری طور پر ہماری تدبیر کے بس میں نہیں اور حقیقت میں کچھ بھی نہیں، دُعا سے اُن کاموں کو کریں اور دُعا ہی سے ہماری تدبیر میں بھی جان پیدا ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اسیر راہِ مولیٰ کا ایک تبلیغی خط .... بقیہ صفحہ (۸)

اسلام کے سوا دنیا کے ہر دین کو اس زمانہ میں بے ثمر کر کے غلبۂ اسلام کی پائیدار بنیادیں اٹھائیں جنہیں دیکھ کر دُنیا کی بڑی بڑی اقوام کو اپنے مذاہب کے محلات لرزتے دکھائی دینے لگے۔ جس کے نتیجہ میں ان کی حاکمانہ حیثیت کا جاتے رہنا ایک لازمی اور طبعی عمل ہے جو انہیں کسی صورت بھی منظور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جب انہوں نے اچھی طرح چھان پھٹک کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہی موعود پایا جس کی خبر حضور اکرمؐ نے دے رکھی تھی۔ اور جن کے ساتھ اسلام کے غلبہ کو وابستہ کیا تھا۔ اور جن کے ہاتھ پر صلیب کی شکست مقدر تھی۔ تو انہوں نے آپؑ کے خلاف ایک بین الاقوامی سازش تیار کی جس کی بھنک تو عام عیسائی لٹریچر میں بھی ملتی ہے۔ جہاں احمدیوں کے خلاف مختلف انداز سے مواد جمع کیا گیا ہے۔ اور عیسائیوں کو بطورِ خاص احمدی سے گفتگو کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

بہرحال اس سلسلہ میں آج سے نوّے برس قبل عیسائیوں نے نوزائیدہ جماعت احمدیہ کو خطرہ کی گھنٹی قرار دیا اور اس کی ترقی کی راہ میں حائل ہونے کے لئے طویل المدت پروگرام بنایا۔ یہ ۱۸۹۴ء کی بات ہے، لندن میں پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں لارڈ بشپ آف گلوسسٹر، ریورنڈ چارلس جان نے احمدیت سے متعلق نہایت درجہ تشویش اور اضطراب کا اظہار کر کے دُنیا بھر کے عیسائیوں کو مطلع کیا کہ:—

"اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔ مجھے اُن لوگوں نے جو صاحب تجربہ ہیں بتایا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی مملکت میں ایک نئی طرز کا اسلام ہمارے سامنے آرہا ہے اور اس جزیرہ میں بھی کہیں کہیں اس کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں ...... یہ اُن بدعات کا سخت مخالف ہے جن کی بناء پر محمدؐ کا مذہب ہماری نگاہ میں قابل تعزیر قرار پاتا ہے۔ اس نئے اسلام کی وجہ سے محمدؐ کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے، یہ نئے تغیرات بآسانی شناخت کئے جا سکتے ہیں۔ پھر یہ نیا اسلام اپنی نوعیت میں مدافعانہ ہی نہیں بلکہ جارحانہ حیثیت کا بھی حامل ہے۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ ہم میں سے بعض کے ذہن اس کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔"

(THE OFFICIAL REPORT OF THE MISSIONARY CONFERENCE OF THE ANGLICAN COMMUNION 1894, P. 64)

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

اس بیان سے احمدیت دُشمنی کے پس منظر اور اس کی وسعت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں حکومتی سطح پر ہونے والی مخالفت کے دراصل اندرخانہ ڈانڈے اسی اقتباس میں بیان شدہ حقائق سے ملے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ سراسر مغربی سوچ ہی ہے کہ مخالفین سلسلہ عام طور پر دلائل کا میدان چھوڑ کر طاقت۔ تشدد اور مختلف النوع دباؤ کا راستہ اختیار کر چکے ہیں۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان غیر معمولی ہتھیاروں کے باوجود ہمیں دبا نہیں سکیں گے۔ ہماری تو مثال اُس گیند کی ہے جسے زمین پر جتنے زور سے مارا جائے، وہ اتنی ہی طاقت سے اُوپر اُبھرے گا۔ اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ ایسے نامساعد حالات میں ہماری کامیابیاں اور ترقیات، جن کا اعتراف خود ہمارے مخالفین کو بھی ہے اپنی ذات میں ہماری سچائی کا عظیم الشان نشان ہے۔ کیونکہ صداقت کا یہی نشان مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اور آپ سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ ظاہر ہوا۔

پس ان اُصولی امور کی روشنی میں میری عاجزانہ درخواست اور گذارش ہے کہ اعتدال پسندی کا قرآنی اُصول اختیار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ سے متعلق ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے۔ سلسلہ کا لٹریچر پڑھا جائے۔ اور پوری تحقیق کر کے موازنہ کیا جائے کہ آیا یہ جماعت قرآن کریم کے نزدیک ہے یا دُور؟ سچے دل اور خلوصِ نیت سے خدا تعالیٰ سے راہنمائی چاہتے ہوئے جو بھی تجربہ کرے گا، وہ اس جماعت کو یقیناً اسلامی سیادت کا حقیقی نمونہ پائے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

خدا آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

اللہ کا ایک عاجز بندہ

محمد الیاس منیر

اسیرِ راہِ مولیٰ

آسام میں چار روزہ تبلیغی پروگرام

ماہ ستمبر ۱۹۹۱ء کے شروع میں خاکسار اور مبلغ سلسلہ آسام مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق دونوں نے چار روزہ تبلیغی پروگرام بنایا۔ اور منگنی پنگاہ۔ اباما پوری اور کاسرپٹی کے علاقہ میں کافی لٹریچر تقسیم کیا۔ بعض کٹر قسم کے مولویوں سے بھی کافی دیر تک احمدیت کے بارہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ وہ لوگ اکثر مواقع پر لاجواب ہو کر اپنی ہٹ دھرمی پر اتر آتے مگر عوام ہماری باتوں کو غور سے سُنتے اور اچھا اثر لیتے رہے۔ اور احمدیت کے دلائل کے قائل ہوتے رہے۔ کئی پڑھے لکھے غیر احمدی حضرات آخر بول اُٹھے کہ ٹھیک ہے ہم تمہارے سالانہ جلسہ پر قادیان جائیں گے اور خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر حقیقتِ حال معلوم کریں گے۔ خدا کا شکر ہے دورہ کافی کامیاب رہا۔ باوجود کئی قسم کے خطرات کے خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت شاملِ حال رہی۔ اس چار روزہ تبلیغی پروگرام میں کم و بیش ۳۵۰ افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا گیا۔

خدا تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

خاکسار:- عبدالقادر بی۔ اے۔ معلم وقفِ جدید نزار بھیٹا (آسام)

سانحۂ ارتحال

محترم غلام حیدر خان صاحب آف حیدر آباد مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۱ء بروز جمعہ قبل از فجر اس دارِ فانی سے عالمِ جاوداں کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ نہایت مخلص پابندِ صوم و صلوٰۃ تھے۔ اور جماعت کے مختلف عہدوں پر نہایت اخلاص سے خدمت بجالاتے رہے۔

آپ کا خاندان ٹوپی صوبہ سرحد کا رہنے والا تھا۔ جہاں آپ کے بھائیوں نے نہایت مخالفانہ حالات میں زندگی گذاری۔ جماعتِ احمدیہ کے لئے شہادتیں پیش کرنے کا آپ کے خاندان کو فخر حاصل ہے۔ آپ پولیس کے اعلیٰ عہدہ پر سے ریٹائرڈ ہوئے تھے۔ آپ کو خلفائے عظام سے بے انتہا محبت و عشق تھا۔ ہر سال ربوہ جلسہ سالانہ پر حاضری دیتے۔ آپ کی نمازِ جنازہ احمدیہ قبرستان فتح دروازہ میں محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس فاضل مبلغ حیدر آباد نے پڑھائی۔ جس میں آپ کے خاندان کے غیر از جماعت افراد نے بھی شرکت کی۔ قبر تیار ہونے پر محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب امیر صوبائی نے اجتماعی دُعا کروائی۔ آپ کے فرزند عزیزم رفیق احمد خان صاحب نے اعانت بدر میں مبلغ پچاس روپے ادا کرتے ہوئے اپنے والد مرحوم کی مغفرت کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قربِ خاص میں جگہ دے اور سارے خاندان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بُلانے والا ہے سب سے پیارا!
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر (دُرِّثمین)

دعاؤں کا طالب:- خاکسار سراج احمد ڈی سنڈیکیٹ، حیدر آباد

جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہندوستان کی مختلف جماعتوں سے جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کے انعقاد کی رپورٹیں برائے اشاعت موصول ہوئی ہیں بسبب عدم گنجائش انہیں شامل اشاعت نہیں کیا جا سکتا جس کے لئے ادارہ بدر معذرت خواہ ہے۔ تاہم تحریکِ دُعا کے لئے ان جماعتوں کے نام ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دے۔ اُن کی مساعی کو قبول فرمائے اور سیرۃ النبیؐ کی برکات سے انہیں کما حقہٗ متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔　(ادارہ بدر)

کوکنور۔ ساگر۔ دہلی۔ بلاری۔ یادگیر۔ موتی بنی مائنز۔ ہبلی۔ جمشید پور۔ سورو۔ شاہ پور۔ نلاکدر۔ مرکرہ۔ لڈکوٹ راجوری۔ ٹیاجونی پیتھار۔ پورٹ بلیئر۔ بنگلور۔ شیموگہ۔ کالاین لوہارکہ۔ سملیہ۔ آٹرا پورم۔ منارگھاٹ۔ پتھ پیریم۔ مسکرا۔ جیڑچرلہ۔ بھدرک۔

● — درج ذیل لجنات کی طرف سے بھی جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں:—
کیرنگ۔ ظہیر آباد۔ بھاگلپور۔ کوسمبی۔ یادگیر۔ شاہجہانپور۔ چنتہ کنٹہ۔ خانپور ملکی۔ امروہہ۔ عثمان آباد۔ کانپور (لجنہ وناصرات)

علاوہ ازیں لجنہ اماء اللہ بھدرواہ نے یومِ اُمہات کی رپورٹ ارسال کی ہے۔

درخواست ہائے دُعا

(۱)۔ مکرم میر احمد اشرف صاحب سیکرٹری مال جڑچرلہ مسلسل کئی ماہ سے عارضہ قلب و شوگر علیل چلے آرہے ہیں۔ گزشتہ دنوں مرض میں شدت ہوگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور اب قدرے بہتر ہیں۔ ان کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے نیز درازیٔ عمر کے لئے۔ نیز اُن کی بھاوج محترمہ وسیمہ بیگم صاحبہ دماغ کے ٹیومر سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ اُن کی بھی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ مبلغ پچاس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار :- محمد منصور احمد زعیم مجلس انصار اللہ حیدر آباد۔

(۲)۔ میرا لڑکا عبدالوحید خان ملازمت کے سلسلہ میں جدہ کے لئے روانہ ہو رہا ہے۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے باعزت ملازمت سے نوازے ہر قسم کی پریشانیوں کو دُور کرے آمین۔ مبلغ بیس روپے اعانتِ بدر میں ادا کئے گئے ہیں۔

خاکسار
عبدالعزیز خان پینٹر۔ یادگیر

اِعلان

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مولوی محمد سلیمان کہتا ہے اور سری لنکا کا باشندہ ہے سری لنکا کی جماعت کے سنٹرل جنرل سیکرٹری اور نائب صدر جماعت احمدیہ نگمبو کی چٹھیاں دکھاتے ہوئے کہ موصوف نے حال ہی میں بیعت کی ہے اور وہ قادیان جانا چاہتے ہیں، احبابِ جماعت سے یہ کہہ کر پیسے وصول کر رہا ہے کہ اُسے دہلی سے ایک بھاری رقم ملنے والی ہے۔ اور وہ دلّی جاکر قادیان کے لئے روانہ ہوگا۔
یہ نوجوان سانولے رنگ کا ہے اور داڑھی رکھے ہوئے ہے۔ احبابِ جماعت اس شخص سے محتاط رہیں۔

ناظر اُمورِ عامہ قادیان

ولادت

عزیزہ عرفانہ یاسمین بنت محمد ظفر احمد صاحب مرحوم دیودرگی آف حیدر آباد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۹ ستمبر ۹۱ء کو ربوہ میں لڑکی عطا فرمائی ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی کے لئے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔ اس خوشی میں بیٹی کی والدہ فوزیہ ظفر نے مبلغ پچاس روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔

خاکسار :- مسعود احمد ظفر دیودرگی

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹرز:- سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر:- ۶۲۹۴۴۳

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339.
(KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

ارشادِ نبویؐ
اَلصَّبْرُ رِضًا
(صبر راضی بقضا ہونے کا نام ہے)
—(منجانب)—
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONE NO.
OFF. 6378622
RESI. 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD.
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099

قادیان میں مکان و پلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں
نعیم احمد ڈار
احمدیہ پراپرٹی ڈیلر
احمدیہ چوک قادیان

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۴۔ مینٹگولین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
—(کشتی نوح)—
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!!
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
پاک لیدر کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:- ۵۸۰۶ - ۵۱۳۲ - ۴۰۷۰ - ۴۳